

عقلمند

قرآن کریم کی روشنی میں

نتیجہء فکر
محمد امتیاز عثمانی

اثر خامہ
قمر احمد عثمانی

عقلمند، قرآنکے سنٹر اور پبلسٹی

عذابِ قبر

(قرآنِ کریم کی روشنی میں)

ان اوراق کا مطالعہ ذہن و فکر کو رجوع الی القرآن پر آمادہ
کرے تو یہ ہماری بڑی کامیابی ہوگی۔

نتیجہ فکر

محمد امتیاز عثمانی

اثر خاصہ

قمر احمد عثمانی

شائع کردہ

قرآنک سنٹر، راولپنڈی

روحانی ڈائجسٹ پریس، ناظم آباد، کراچی
35 روپے

پر
قیمت

دارالتذکیر
غزنی سٹریٹ، رحمان مارکیٹ، لاہور
الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی
امتیاز پائپ سٹور، راولپنڈی

ملنے کے پتے

اعتراف و سپاس

میرے قریب ترین اور مخلص ترین احباب میں جناب محمد امتیاز صاحب (امتیاز پائپ اسٹور علامہ اقبال روڈ، راولپنڈی) ان صلح جو انوں میں سے ہیں جو مثبت اسلامی فکر کے مالک بھی ہیں اور تلاش حق میں اتنے بڑجوش و سرگرم کہ حق بات جہاں سے بھی مل جانے اسے کھلے ذہن اور فصح صدر کے ساتھ فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ ابتداء میں شیخ القرآن علامہ خاں صاحب کی "اشاعت التوحید والنسہ" سے وابستہ رہے پھر جب محترم ڈاکٹر اسرار صاحب نے جماعت اسلامی کے بعض سیاسی نظریات سے اختلاف کے باعث جماعت سے کنارہ کشی اختیار کی تو ان خوش آئند توقعات پر کہ ڈاکٹر صاحب دینی افکار میں اعتماد پسندی اور سلامت روی کی روش پر گامزن رہ کر ملت کی کلری رہ نمائی کا فرض بہتر طور پر انجام دے سکیں گے ان کی تحریک ----- کے بروجوش مبلغ بن گئے۔ مگر جب ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریر و تقریر میں ظہور مہدی و مسیح کی تبلیغ شروع کر دی تو ان سے مایوس ہو کر بطور خود حق کی تلاش میں لگ گئے، قرآن پاک (جو اصل سرچشمہ ہدایت ہے) کے عمیق مطالعے کے ساتھ ابوالکلام آزاد، تنہا عمادی، جعفر شاہ پیلواروی، امین احسن اصلاحی، عمر احمد عثمانی اور حبیب الرحمن کاندھلوی کے علاوہ متعدد اکابر علماء و مفسرین اسلام کی گرانقدر تحریروں کے مطالعے کے بعد بالآخر اس نتیجے پر پہنچے کہ مذکورہ علمی شخصیتوں کے افکار میں نسبتاً زیادہ سلامت فکر پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اسی نسبت سے راقم الحروف کے ساتھ تعلق خاطر ہوا جو وقت گزرنے کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔

کتاب "عقیدہ ختم نبوت اور حیات مسیح" کے حرف اول میں یہ بات بصراحت مذکور ہے کہ وہ کتاب انہی کی فرمائش اور توجہ دلانے پر لکھی گئی تھی اور اب یہ اور اہم

ان بی کی ترغیب و خواہش پر بلکہ ان کے بھرپور اشتراک عمل کے ساتھ اس طرح قلب بند ہونے میں کہ دوران تحریر متعلقہ آیات قرآنی کے حوالہ نمبر اور مفید مطلب تحریری تراشے مجھے ان کی جانب سے برابر موصول ہوتے رہے جن کے باعث تحریری کام کسی رکاوٹ کے بغیر نہایت تیزی کے ساتھ آگے بڑھتا رہا تا آنکہ ایک ماہ کی قلیل مدت میں یہ مضمون مکمل ہو گیا۔ اگر میں یہ کہوں کہ تحریر و ترتیب کی حد تک ہی یہ مقالہ خالصتاً میری تالیف ہے ورنہ متعلقہ تحریری مواد کی تلاش اور نشان دہی میں ان کی سعی و کاوش کا بڑا حصہ ہے تو یہ بات امر واقعی کے عین مطابق ہوگی۔ حق تعالیٰ انہیں ان کی بے لوث علمی خدمات کا بہتر صلہ اور جزاء خیر عطا فرمائیں۔ آمین

حرف اول

مادہ پرستوں کے نزدیک انسان کی ایک زندگی اور ایک ہی بار موت ہوتی ہے۔ یعنی یہ زندگی جو رحم مادر سے شروع ہو کر (جب جنین میں روح پڑ جاتی ہے) زندگی کی آخری سانس پر پہنچ کر ہمیشہ کیلئے ختم ہو جاتی ہے، ان کے سامنے دوسری زندگی کا کوئی تصور ہی نہیں اس لئے وہ حیات بعد الموت اور اس کے نتیجہ میں خسرو و نشر، جزا و سزا، حساب کتاب اور جنت و دوزخ کے تصورات سے کوئی سروکار نہیں رکھتے لیکن ایک سچا مسلمان جو بعثت بعد الموت پر پختہ یقین رکھتا ہے اس کیلئے یہ تمام سوالات بڑی اہمیت کے حامل ہیں بلکہ اسکی نظر میں تو یہ سوالات بھی کم اہمیت نہیں رکھتے کہ دنیوی زندگی کے خاتمے کے بعد قیامت تک کا طویل عرصہ کیسے اور کہاں بسر ہوگا اور اس میں اسے کن حوادث و واقعات سے واسطہ پڑے گا؟

یہ سوالات مدت سے دل و دماغ میں ذہنی خلفشار کا سبب بنے ہوئے تھے پھر بچپن سے یہ باتیں بھی کان میں پڑی ہوئی تھیں کہ قبر میں نکیرین بر مرنے والے سے اس کے عقیدہ و ایمان کے بارے میں آکر سوالات کریں گے جس نے درست جوابات دیدیئے اس کی قبر کشادہ ہو جائیگی بلکہ قبر میں جنت سے ایک درجہ کھول دیا جائیگا جس سے بہشت کے باغات سے آنے والی تروتازہ ہوا کے خوش گوار جھونکے اسکی قبر کو مقام استراحت میں بدل دیں گے مگر جو شخص درست جواب نہ دے سکا تو نہ صرف اس پر قبر تنگ ہو جائیگی بلکہ دوزخ کی آگ کی تپش اس کے جسم کو جھلس ڈالے گی۔

بچپن کی سنی سنائی ان باتوں پر جب بھی غور کیا تو دماغ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ فرشتوں کے سوالات اور ان کے نتیجہ میں قبر کی تنگی و کشادگی سے صرف انہی قوموں

کے مُردوں کو واسطہ پڑے گا جو اپنے مُردوں کو قبر میں دفن کر دیتے ہیں لیکن جو قومیں مثلاً ہندو اور بدھ وغیرہ انہیں جلا کر راکھ کر دیتی ہیں قیامت کے بعد خواہ ان کے ساتھ کچھ بھی معاملہ پیش آئے کم از کم قبر کی تنگی و درشتی سے توبیح جائیں گے، اسی طرح وہ مرنے والے جو کسی سمندر میں ڈوب کر پھیلیوں کی خوراک بن گئے یا کسی صحرائے لئ و دق میں مر کھپ گئے، کسی جنگل میں موت آئی اور وہ جنگلی جانوروں اور گوشت خور پرندوں کی خوراک میں کام آگئے تو یہ سب فرشتوں کی جوابدہی اور قبر کے عذاب سے توبیح ہی جائیں گے مگر معاً یہ سوال ذہن میں ابھر آیا کہ اگر یہ سب معاملات مجرد روح کے ساتھ کسی عالم برزخ وغیرہ میں پیش آگئے تو کوئی بھی مرنے والا ان سے نہیں بچ سکے گا، اس کے بعد یہ اشغال سامنے آگھر اُجا کہ موت خواہ کسی صورت میں ہو اس کے نتیجے میں جسم کا فنا ہو جانا یقینی ہے اور نیک و بد اعمال کا صدور روح و جسم کے باہمی تعلق کے بغیر ممکن نہیں اس لئے اگر عالم ارواح میں مجرد روح کو سزا دی گئی تو یہ صورت بھی قرین انصاف نہ ہوگی پھر جب حق تعالیٰ نے قیامت کے دن کو یوم الحساب قرار دیا ہے جس میں تمام انسانوں سے ان کے نیک و بد اعمال کا حساب لیا جائے گا، ان کے سارے اعمال کو تولد لائے گا، دنیوی زندگی کا پورا کچا چٹھان کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں تھما دیا جائے گا، نیز ان کے ہاتھ پیر، کان، آنکھ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے سلطانی گواہ بن کر خود ان کے خلاف گواہی دیں گے تو پھر یہ عذاب قبر جو قیامت سے پہلے ہی شروع ہو جائیگا اس کیلئے وجہ جواز کیا ہوگی؟ ایک طرف یہ استہام کہ انسان کے ایک ایک عمل کا تحریری ثبوت، فرشتوں کی گواہی، وزن اعمال اور دوسری طرف اتنی عجلت کہ اثبات جرم سے پہلے ہی سزا کا آغاز، کیا یہ صورت انصاف کے جملہ تقاضوں کو پورا کرتی ہے؟ یہ ہیں وہ سوالات جن کے جواب قرآن سے حاصل کرنے کیلئے یہ اور اہل سپرد قلم کئے گئے ہیں۔

عالم برزخ اور عذاب قبر کے عنوانات کے تحت زیر نظر اوراق میں ہم نے جو

کچھ تحریر کیا ہے وہ خالصتاً قرآنی نقطہ نظر ہے اور ہمارا ذاتی نقطہ نظر بھی وہی ہے جو قرآن پیش کر رہا ہے البتہ اگر اسکی تعبیر و ترجمانی میں ہم سے سہوا یا نادانستہ طور پر کہیں کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہے تو جو کوئی بھی صاحب فکر و نظر ہمیں ہماری ایسی کسی کوتاہی پر متنبہ فرمادیں گے اور خود قرآن کریم سے اسکی اصلاح فرمادیں گے تو ہم صدق دل کے ساتھ ان کے شکر گزار بھی ہونگے اور اسی وقت اپنی غلطی کی اصلاح کر لیں گے۔

روایات احاد یا روایات مستفیض سے کسی دینی عقیدے کے عدم اثبات کے بارے میں بھی ہم نے اپنا کوئی ذاتی نکتہ نگاہ پیش کرنے کی جسارت نہیں کی بلکہ علامہ سید سلیمان ندوی اور امام اہل سنت عبدالشکور لکھنوی جیسے معتبر و مستند علماء دین کے ارشادات و فرمودات کی روشنی میں خود انہی حضرات کے خیالات کی ترجمانی کی ہے کہ "کسی دینی عقیدے کی بنیاد قرآن اور صرف قرآن ہی ہو سکتا ہے۔"

بند و ناچیز

قمر احمد عثمانی

برزخی زندگی اور عذاب قبر کا تصور

کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ برزخی زندگی اور عذاب قبر کے تصور کو بھی ہم نے بطور عقیدہ تسلیم کر لیا ہے حالانکہ یہ تصورات از روئے قرآن ثابت نہیں کئے جاسکتے اور ان عقائد و تصورات کی تائید میں جو روایات بتائی جاتی ہیں انہیں بیشتر یا تو غیر مستند اور ناقابل اعتبار ہیں یا پھر اخبار احاد کے درجے میں ہیں جو کسی طرح بھی دینی عقائد کی بنیاد نہیں بن سکتیں۔

چنانچہ دور حاضر کے ایک جلیل القدر محقق اور متبحر عالم دین علامہ سید سلیمان ندوی اپنے مقالہ بعنوان "سنت" میں سنت اور روایات حدیث کے فرق کو واضح کرتے ہوئے "احادیث کا کتنا حصہ قابل بحث ہو سکتا ہے" کے ذیلی عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں

"بہر حال آئیے غور کریں کہ احادیث میں کیا کیا ہے اور اس کے کتنے حصے پر بحث کی جاسکتی ہے احادیث کا بڑا حصہ درحقیقت تاریخی ہے، یعنی آنحضرت ﷺ اور صحابہ کے حالات، سوانح اور واقعات کی روایتیں، ظاہر ہے کہ یہ کوئی قابل بحث چیز نہیں، یہ تاریخ کا اسی طرح حصہ ہیں جس طرح دنیا کی اور تاریخیں ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ تاریخ کا ایسا مستند و معتبر حصہ ہے جس سے زیادہ معتبر اور مستند حصہ دنیا میں موجود نہیں۔ مصر، ہندوستان، بابل، نینوی، سیریا، یونان و روم کس ملک اور کس قوم کی تاریخ ہے جو اس استناد، اس اعتبار، اس سلسلہ کے ساتھ محفوظ سے اور جو تنقید روایت کے اصول پر ایک لمحہ کے لئے ٹھہر سکتی ہے۔"

دوسرا حصہ اخلاق و حکم کا ہے جس میں عقل و حکمت کی عمدہ عمدہ باتیں مثلاً

جھوٹ کی برائی، عدل کی تعریف، علم کی خوبی وغیرہ بیان کی گئی ہے جن کی قرآن کے علاوہ خود فطرت انسانی تصدیق و تائید کرتی ہے۔ کیا یہ رو کے قابل ہیں؟

ص ۱۶۳ مقالات سلیمانی "مرتبہ شاہ معین الدین ندوی زیر عنوان "سنت" طابع و ناشر، نیشنل بک فاؤنڈیشن پاکستان

عقائد کا ثبوت قرآن کے علاوہ کسی اور طرح نہیں ہو سکتا

علامہ سید سلیمان ندوی عقائد کے سلسلے میں قرآن کے علاوہ کسی دوسرے ماخذ سے حاصل شدہ تصدیق کو بطور ثبوت تسلیم نہیں کرتے بلکہ قرآن اور صرف قرآن یعنی وحی الہی اور اس کے تواتر کو عقائد کا اصل بنی قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ اسی مضمون میں تحریر فرماتے ہیں:

"تیسری چیز عقائد ہیں۔ اسلام کے ایک چھوٹے سے فرقہ کے سوا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ غالبی ظاہریہ کے سوا کوئی اس کا قائل نہیں کہ عقائد کا ثبوت قرآن کے علاوہ کسی اور طور سے ہو سکتا ہے کیونکہ عقیدہ نام ہے یقین کا اور یقین کا ذریعہ صرف ایک ہے اور وہ وحی اور اس کا تواتر ہے اسلئے عقائد کا بنی صرف قرآن پاک یا احادیث متواترہ میں۔ ظاہر ہے کہ احادیث متواترہ کا مطلق وجود نہیں، یا ایک دو سے زیادہ نہیں ایسی حالت میں عام احادیث عقائد کا بنی نہیں قرار دی جا سکتیں۔ عموماً احادیث، روایات احادیث میں اور ان کا ایک حصہ مستفیض ہے یعنی صحابہ کے بعد ان کے راویوں کی کثرت ہوتی ہے، اس لئے یہ روایتیں صرف قرآن پاک کی آیات کی تائید میں کام آ سکتی ہیں، مستظلاً ان سے عقائد کا ثبوت حاصل نہیں کیا جا سکتا۔"

علامہ ندوی کی متذکرہ تفسیر حیات سے حسب ذیل نکات متعین ہوتے ہیں جن میں وہ ان حقائق کو واضح و آشکار انداز میں تسلیم فرماتے ہیں۔

- ۱- احادیث متواترہ کا مطلق وجود نہیں۔
- ۲- یا ایک دو سے زیادہ نہیں۔
- ۳- ایسی حالت میں عام احادیث عقائد کا مبنی نہیں قرار پا سکتیں۔
- ۴- عموماً احادیث روایات آحاد ہیں۔
- ۵- ان کا ایک حصہ مستفیض ہے یعنی صحابہ کے بعد ان کے راویوں کی کثرت ہوتی ہے۔
- ۶- مستقلاً ان سے عقائد کا ثبوت حاصل نہیں کیا جاسکتا۔
- ۷- یہ روایتیں صرف قرآن پاک کی آیات کی تائید میں کام آسکتی ہیں۔

محض روایات کی بنیاد پر کوئی دینی عقیدہ قائم نہیں کیا جاسکتا

متذکرہ نکات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ محض روایات کی بنیاد پر کوئی دینی عقیدہ قائم نہیں کیا جاسکتا اس کیلئے قرآن کی تصدیق ضروری ہے اور عذاب قبر و برزخ کے عقائد تمام تر ایسے ہی ہیں جن کی تائید و تصدیق قرآن کریم کی کسی آیت سے نہیں ہوتی، علامہ ندوی کے نزدیک احادیث کی بیشتر روایات آحاد ہیں اور احادیث متواترہ کا مطلق وجود نہیں ہے اس لئے احادیث عقائد کا مبنی نہیں قرار پا سکتیں۔

اسلامی مسائل و احکام یا عقائد و تصورات کی تعیین میں ساری الجھن اور پیچیدگی اس

لئے پیدا ہوتی ہے کہ ہم نے حدیث و سنت کو ایک ہی چیز سمجھ لیا اس لئے جب بھی کسی روایت پر (خواد وہ قرآن سے معارض ہی کیوں نہ ہو) کوئی تنقید کی جاتی ہے تو اس تنقید کو انکار سنت کا نام دیدیا جاتا ہے اور تنقید کرنے والے کو بڑی آسانی کے ساتھ کشتنی و گردن زدنی قرار دیدیا جاتا ہے، حدیث و سنت کے فرق کو واضح کرتے ہوئے علامہ ندوی اپنے اسی مضمون میں "حدیث و سنت میں فرق" کے دہلی عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

حدیث و سنت کے مابین فرق

آج کل لوگ عام طور سے حدیث و سنت میں فرق نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے بڑا مغالطہ پیش آتا ہے، حدیث تو ہر اس روایت کا نام ہے جو ذات نبوی کے متعلق بیان کی جائے، خواد وہ ایک ہی دفعہ کا واقعہ یا ایک ہی شخص نے بیان کیا ہو، مگر سنت دراصل عمل متواتر کا نام ہے۔ (ایضاً ص ۱۶۵)

جہاں تک ہم نے سچا ہے عمل متواتر سے صاحب مضمون کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا وہ عمل جس پر عہد نبوی سے تا ایں دم بطور سنت تواتر کے ساتھ عمل کیا جا رہا ہے تو اعمال و افعال کا صرف یہی حصہ سنت قرار پاتا ہے اور اس کے لئے نہ احادیث متواترہ (جن کا مطلق وجود ہی نہیں) کی ضرورت ہے نہ روایات مستفیض یا روایات احاد کی تائید کی حاجت ہے کیونکہ امت کے ایسے ہر عمل متواتر کو جو ہمارے عہد سے لیکر ذات رسالت ماب پر پہنچ کر منتہی ہوتا ہے بطور خود حجت قطعی و شرعی کا درجہ حاصل ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی کے اس نقطہ نظر کی حرف بحرف تائید امام اہل سنت عبد الشکور لکھنوی جیسے معتبر و متدین عالم دین کی (یازدہ نجوم شائع کردہ دارالمبلغین

پامانالہ لکھنؤ کی درج ذیل تصریحات میں ملتی ہے "عقائد ضروریہ کی بنیاد تو صحابہ کرام نے تمام تر قرآن مجید پر رکھی ہے، رہے اعمال تو ان کے اصول بھی قرآن مجید ہی پر مبنی ہیں، البتہ ان کے برتنے کا طریقہ اور ان کے مسائل جزئیہ کی تفصیل روایات پر مبنی ہے مگر نہ مجرد روایات پر بلکہ ان کے ساتھ اعمال صحابہ کے مشاہدات، صحابہ کرام کے متعلق خود قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس کی شہادت موجود ہے کہ دین کی جو تعلیم ان سے حاصل ہو خصوصاً خلافت راشدہ کے زمانہ میں مسلمانوں کو بلا غدغہ اس تعلیم کے پسندیدہ خدا ہونے اور مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ ہونے پر یقین کرنا چاہیے، دیکھو آیت تمکین وغیرہ۔ قرن صحابہ کے بعد تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں ائمہ مجتہدین نے تدوین مذہب کا کام انجام دیا اور اعمال کی بنیاد تعامل صحابہ پر جو متواتر مشاہدات سے ان تک پہنچی، اور عقائد ضروریہ کا مکمل تو سب نے قرآن مجید ہی کو قرار دیا لہذا مذہب اسلامیہ کی عمارت ایک ایسی مضبوط بنیاد پر قائم ہوئی کہ کسی دشمن کی رخنہ اندازی کسی طرح اس عمارت کو کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں سکتی۔

چنانچہ آج عقائد ضروریہ اسلامیہ میں کوئی ایسا عقیدہ نہیں جس کی تعلیم قرآن مجید میں نہ ہو بالبتہ یہ ہے کہ بعض عقائد کی غیر ضروری تفصیل قرآن مجید میں نہیں ہے احادیث میں ہے، مگر یہ بات بھی اہمات عقائد میں نہیں ہے۔ اہمات عقائد تو صرف تین ہیں توحید و رسالت و آخرت ہی وجہ تھی کہ فاروق اعظم نے حکم دے رکھا تھا کہ سوائے اعمال کے اور کسی مضمون کی روایت بیان نہ کی جائے۔

(یازدہ نوم ص ۲۱۲ عبد الشکور لکھنوی)

امام اہل سنت عبد الشکور لکھنوی کی تصریحات کا ما حاصل بھی یہ ہے کہ عقائد ضروریہ کی بنیاد صحابہ کرام حضرات تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین نے تمام تر قرآن مجید پر رکھی ہے بلکہ اعمال کے اصول بھی قرآن مجید ہی پر مبنی ہیں البتہ ان کے مسائل جزئیہ کی تفصیل روایات سے لی گئی ہے مگر یہ بھی محض روایات سے نہیں لی گئی

بلکہ اعمال صحابہ کے مشاہدات جو تعامل صحابہ کے ذریعہ ائمہ مجتہدین تک پہنچے ان کے مطابق تدوین احکام کا کام انجام دیا گیا، گویا عقائد کے بارے میں تو قرآن اور صرف قرآن کو پیش نظر رکھا گیا کیونکہ قرآن ہی کسی عقیدے کی بنیاد بن سکتا ہے۔ جہاں تک اصول اعمال کا تعلق ہے تو وہ بھی تمام تر قرآن ہی پر مبنی ہیں۔ صرف ان کی جزئیات ایسی روایات سے اخذ کر لی گئی ہیں جن کی تائید تعامل صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے عملی تواتر سے ثابت ہو لہذا جزئیات اعمال کی تعیین میں بھی صرف وہی روایات قابل قبول ہو سکتی ہیں جن کی صحت صحابہ اور امت کے عملی تواتر سے ثابت ہو۔

اخبار احاد کی عدم حجیت نیز اجماع صحابہ کی قطعیت و عدم قطعیت پر علامہ اقبال کا نقطہ نظر

اخبار احاد کی عدم حجیت حتیٰ کہ کسی مسئلے پر اجماع صحابہ کی قطعیت و عدم قطعیت پر بحث کرتے ہوئے علامہ اقبال نے اپنے خطبات میں اجتہاد کی ضرورت و اہمیت پر جو فکر انگیز بحث کی ہے اس میں وہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ

”اس مسئلے کا فیصلہ یوں ہونا چاہیے کہ ہم ”امروا قعی“ اور ”امر قانونی“ میں فرق کریں مثلاً اس مسئلے میں کہ قرآن کریم کی آخری دو سورتیں ”معوذتین“ جزو قرآنی ہیں یا نہیں، جن کے متعلق صحابہ کا اتفاق ہے کہ یہ سورتیں داخل قرآنی ہیں تو ان کا یہ فیصلہ ہمارے لئے حجت ہے چونکہ یہ صرف صحابہ تھے جو اس امر واقعی کو ٹھیک ٹھیک جانتے تھے۔ بصورت دیگر مسئلہ تعبیر و ترجمانی کا ہوگا۔“

(حوالہ تشکیل جدید الہیات اسلامیہ ص ۲۶۹-۲۷۰)

احادیث کی صحت کا فیصلہ ایک امر اجتہادی ہے۔

احادیث کو کسی عقیدے کی بناء اس لئے قرار نہیں دیا جاسکتا کہ ان کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ ایک امر اجتہادی ہے چنانچہ وہ مجموعہ ہائے احادیث بھی جن میں محدثین نے صحیح احادیث ہی کو جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے (مثلاً بخاری و مسلم وغیرہ) اس اعتبار سے صحیح کھی جاتی ہیں کہ ان کے مرتبین نے انہیں صحیح سمجھا ہے ورنہ فی الواقعہ یہ احادیث صحیح بھی ہو سکتی ہیں اور غیر صحیح بھی کیونکہ کوئی محدث کسی حدیث کو زیادہ سے زیادہ اس کی سند کے اعتبار سے صحیح کہہ سکتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس میں کوئی ایسی خفیف علت موجود ہو جو اس کو صحت کے زمرے سے خارج کر سکتی ہے چنانچہ یہ امر محدثین کے مسلمات میں سے ہے کہ کسی حدیث کو صحیح یا ضعیف قرار دینا ایک امر اجتہادی ہے اور کسی مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد کیلئے حجت نہیں ہوتا چنانچہ محقق ابن الہمام اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"مسلم نے اپنی صحیح میں بہت سے ایسے راویوں سے بحث کی ہے جو جرح کے عیوب سے بری نہیں ہیں ایسے ہی بخاری میں بھی راویوں کی ایک جماعت ہے جن پر کلام کیا گیا ہے تو راویوں کی صحت و عدم صحت کا مدار علماء کے اجتہاد پر ٹھہرا۔"

(فتح القدیر ج ۱ ص ۱۱۵)

علامہ عبد الفتاح شامی اصول الجرح و التعديل کے باب میں "قواعد فی علوم الحدیث" مؤلفہ علامہ ظفر احمد عثمانی کے حاشیہ پر لکھتے ہیں

"امام بدر الدین عینی نے "عمدة القاری" ج ۱ ص ۸ پر ابن الصلاح کی اس بات کا ذکر کیا ہے کہ ان تمام راویوں میں جرح مفسر موجود ہے، پھر انہوں نے روایات میں جو جرحیں تھیں انہیں پیش کیا ہے پھر کہا ہے کہ دار قطنی نے اپنی کتاب "الاستدراکات" اور "التتبع" میں بخاری اور مسلم کے خلاف دو سوحدہ شوں میں کلام کیا ہے"

خود علامہ ظفر احمد عثمانی اپنی شہرہ آفاق تالیف "اعطاء السنن" کے مقدمہ "قواعد فی علوم الحدیث" میں ابن الوفاء قرشی کا ایک اقتباس نقل فرما کر لکھتے ہیں

"امام مسلم نے جو ایسی حدیثیں نقل کر دی ہیں جن میں ضعیف راوی منفرد ہیں ان کو صحیح قرار دینا بہت مشکل ہے جیسا کہ ابن الوفاء قرشی نے بیان کیا ہے تو ان کے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہیں۔"

آگے چل کر فرماتے ہیں

"اور حق بات وہی ہے جو ہم نے پہلے کسی تھی کہ دونوں کتابوں بخاری و مسلم کا صحیح ہونا دوسری کتابوں کے مقابلے میں مجموعی اور اجمالی حیثیت سے ہے تفصیلی طور پر ایک ایک حدیث سے متعلق نہیں ہے۔"

(قواعد فی علوم الحدیث، مطبوعہ دمشق، ص ۴۴۷-۴۴۸)

چونکہ بیشتر احادیث یعنی اخبار احاد ظنی ہیں جن کی صحت و عدم صحت کا مدار علماء محدثین کے انفرادی اجتہاد پر ہے اس لئے بقول علامہ سید سلیمان ندوی "عقائد کا ثبوت قرآن کے علاوہ کسی اور طریقہ سے نہیں ہو سکتا کیونکہ عقیدہ نام ہے یقین کا اور یقین کا ذریعہ صرف ایک ہے اور ودوحی اور اس کا تواتر ہے" اس نقطہ نظر کی تائید علامہ رشید رضا مسری نے المنار میں کی ہے۔ ہمارے ملک کا ایک محدود مخصوص طبقہ جو سید ابوالاعلیٰ مودودی کو دینی مسائل و افکار میں اپنا سر و پیشوا تسلیم کرتا ہے۔

حدیث و سنت کے فرق و امتیاز کے ضمن میں موصوف کی یہ رائے یقیناً ان حضرات کیلئے موجب غمانیت ہوگی جس میں وہ اس امر کا اظہار کرتے ہیں۔

حدیث و سنت کا فرق مولانا مودودی کی نظر میں

”جو امور آپ (رسول اللہ ﷺ) نے عادات کئے ہیں انہیں سنت بنا دینا اور تمام دنیا کے انسانوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ سب ان عادات کو اختیار کر لیں، اللہ اور اس کے رسول کا ہرگز نشانہ تھا یہ دین میں تحریف ہے۔“

(رسائل و مسائل ص ۳۰۰)

اس کے بعد تحریر کرتے ہیں

”در اصل سنت اس طریق عمل کو کہتے ہیں جس کے سکانے اور جاری کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا تھا، اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جنہیں نبی نے بہ حیثیت انسان ہونے کے یا بہ حیثیت ایک ایسا شخص ہونے کے جو انسانی تاریخ کے خاص دور میں پیدا ہوا تھا اختیار کئے۔“

(رسائل و مسائل ص ۳۱۱-۳۱۰)

متذکرہ بالا تمام تصریحات کا ما حاصل یہ ہے کہ محض احادیث کو کسی دینی عقیدے کی بنیاد قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ ”عقیدہ نام ہے یقین کا اور یقین کا واحد ذریعہ صرف وحی الہی یعنی قرآن ہے۔“

موت و زندگی کا قرآنی تصور۔ دو زندگیوں کی طرح دو موتیں

آئیے اب اس مسئلے کو قرآن کریم کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو ہر انسان کیلئے دو زندگیوں کی طرح دو موتوں کا تصور پیش کرتا ہے کیونکہ زندگی سے پہلے کی حالت کو بھی وہ موت ہی سے تعبیر کرتا ہے جیسا کہ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ، ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (البقرة ۲۸)

"کس طرح کافر ہوتے ہو اللہ سے حالانکہ تم بے جان تھے، پھر زندہ کیا تم کو پھر مارے گا تم کو، پھر زندہ کریگا تم کو، پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

پھر یہی بات کفار و مشرکین کی زبانی کھلوائی جا رہی ہے قَالَوَا رَبَّنَا اٰمِنَّا اٰتٰتِنِي وَاَحْيَيْتَنَا اٰتٰتِنِي فَاَعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلِ (المومن ۱۱) "کہیں گے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہم کو دو بار اور تو زندگی دے چکا ہم کو دو بار، اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے، پھر اب بھی بے نکلنے کو کوئی راہ؟" اسی طرح یہ آیت يَاٰ يٰهُنَا النَّاسُ اِنَّمَا بُعِثِكُمْ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (يونس ۲۳) "لوگو سنو! تمہاری شرارت تمہی پر ہے، نفع اٹھا لو دنیا کی زندگی کا، پھر تمہیں ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے پھر ہم بتائیں گے جو کچھ کہ تم کرتے تھے۔" اسی طرح یہ آیت کریمہ وَ لٰتِيْن قُلَّتْ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْتُوْنَ مِّنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلُنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ هٰذَا اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (هود ۷) "اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو کافر کہنے لگیں، یہ کچھ (بھی) نہیں مگر کھلا جادو ہے۔" پھر یہی مضمون سورۃ الروم میں اس طرح بیان کیا گیا ہے اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَاءِ كُمْ مَنْ يَّفْعَلُ مِنْۢ ذٰلِكُمْ مِنْ شَيْْءٍ سُبْحٰنَهُ وَ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (الروم ۳۰)

"اللہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تم کو دھنسی دی، پھر تم کو مارتا ہے، پھر تم کو جلائیگا، کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے جو کہے ان کا سوا میں سے کوئی (ایک) کام؟"

زمین کی مثال

قرآن کی ایک بڑی وزنی دلیل یہ ہے کہ اخروی زندگی سے انکار کرنے والوں کے ذہن میں یہ بات کیوں نہیں آتی کہ پیدائش سے قبل جب ان پر موت طاری تھی اور ان کا کوئی نام و نشان تک موجود نہ تھا تو جس اللہ نے انہیں اس حالت سے نکال کر زندگی عطا فرمائی اس کیلئے یہ کیا مشکل ہے کہ موت کے بعد پھر ویسی ہی زندگی دوبارہ دیدے، پھر وہ ایک دوسری مثال کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ زمین کو دیکھو وہ کس طرح مردہ ہو جانے کے بعد بار بار زندہ ہو رہی ہے، **فَانظُرْ اِلَىٰ اَثْرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتٰى وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (الروم ۵۰)** "سو دیکھو اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیسے زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد، بے شک وہی ہے مردوں کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

منکرین کے اعتراض کا جواب

سورہ بنی اسرائیل میں حیات بعد الموت کے منکرین کے اس اعتراض کا جواب بھی دیا گیا کہ "جب ہماری ہڈیاں تک چور چور ہو جائیں گی تو ہم دوبارہ کس طرح زندہ کیسے جائیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے **وَ قَالُوْا اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ؕ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا اَوْ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَا رَيْبَ فِيْهِ (بنی اسرائیل ۹۸، ۹۹)** اور بولے کیا جب ہم ہو گئے ہڈیاں اور چور چور (تو) ہم اٹھائے جائیں گے از سر نو بنا کر؟ کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے بنائے

آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو اور مقرر کر دیا ہے ان کے واسطے بلاشبہ ایک وقت (یعنی دوبارہ اٹھانے جانے کے واسطے ایک خاص وقت، روز قیامت مقرر کر دیا گیا ہے جس میں انہیں زندہ کیا جائے گا)

یہی مضمون سورۃ الحج میں اس طرح پیش کیا گیا ہے وَ هُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ (الحج ۲۶) "اور اسی نے تمہیں جلايا پھر مارتا ہے پھر زندہ کریگا، بے شک انسان ناشکرا ہے۔" پھر سورہ مومنوں میں ارشاد ہو رہا ہے ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ، ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ (المؤمن ۱۵-۱۶) "پھر تم اس کے بعد مر جاؤ گے، پھر تم قیامت کے دن کھڑے کیے جاؤ گے۔"

یہاں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ انسان کو مرنے کے بعد قیامت کے دن ہی دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ یعنی اس سے پہلے ان پر موت طاری رہے گی لہذا کسی تیسری زندگی کو از روئے قرآن ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ کفار و مشرکین کے متذکرہ اعتراض کا جواب سورہ یسین میں بھی دیا گیا ہے، جو اس طرح سے قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَ هِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ (یسین ۷۹) کہنے لگا کون زندہ کریگا ہڈیوں کو جب کھوکھری ہو گئی تو کھدے ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ سب (طرح کا) بنانا جانتا ہے اور پھر قیامت سے پہلے دوبارہ زندہ کرنے کا عملی نمونہ بھی دکھا دیا کہ "اصحاب کعبہ" کو ساہل سال کے بعد کس طرح اٹھایا۔ (۱)

(۱) وَ كَذَلِكَ أَعْرَضْنَا عَنْهُمْ لِيَعْمَمُوا أَنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا وَأَنَّ السَّاعَةَ لَأَرْبَابٌ فِيهَا (کہف ۲۱) اور اسی طرح خبر ظاہر کر دی ہم نے اس کی تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی دجو کہ نہیں وَ كَسَبُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَ اذْدَادُ وَ تَسْعَا (کہف ۲۵) اور گزری ان پر اسی کھوہ میں تین سو سال اور ان پر نو زیادہ کر دو۔

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

تیسری زندگی کا تصور

اب تک جن آیات قرآنی کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے ان میں دو زندگیوں اور دو موتوں کے علاوہ جس تیسری بات پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کیلئے انسان یا اپنی کسی بھی مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے جس طرح اس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا ہے وہ دوسری مرتبہ بھی اتنی ہی آسانی کے ساتھ پیدا کر سکتا ہے اور وہ یقیناً ایسا ہی کریگا، ان باتوں کے علاوہ جو بات نہایت اہم ہے وہ یہ ہے کہ مذکورہ آیات میں کسی ایک جگہ بھی اس نے اس بات کا کوئی اشارہ نہیں دیا کہ دنیوی زندگی کے خاتمے کے بعد قیامت برپا ہونے تک کے درمیانی زمانے میں کسی نہ کسی شکل و صورت میں کوئی برزخی زندگی بھی ہوگی، بلکہ جب منکرین نے یہ کہا کہ "کیا خاک میں مل جانے اور ہماری ہڈیوں کے چور چور ہو جانے کے بعد بھی ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے؟ تب بھی قرآن نے ان کے اس قول کی نفی نہیں کی کہ وہ خاک میں مل کر فنا نہیں ہونگے بلکہ ہر بار خلق جدید ہی پر اصرار کیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے میں منکرین کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا گیا وَ يَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا مَا مَاتَ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا. أَوْ لَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ يَكُ شَيْئًا. (مریم ۶۶، ۶۷) اور کہتا ہے انسان کیا جب میں مردوں کا تو پھر نکلوں گا زندہ ہو کر کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اس کو بنایا پہلے سے اور وہ کوئی چیز نہ تھا۔ یہاں بھی موت کی نفی نہیں کی گئی بلکہ خلق جدید پر دلیل پیش کی گئی ہے۔ پھر قیامت کے آنے کو برحق اور یقینی قرار دیتے ہوئے قبروں میں پڑے ہوئے مردوں کے اٹھائے جانے کے بارے میں بتایا جا رہا ہے۔ وَ آتِ السَّاعَةَ آتِيَةً لَّارْتَبَ فِيهَا وَ أَنَّ اللَّهَ يُبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ (الحج ۷) اور یہ کہ قیامت آتی ہے اس میں دعو کہ نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا قبروں میں پڑے مردوں کو "بعث کے معنی اٹھانے اور زندہ کرنے کے ہیں اور یہاں یہی بات بصراحت کہی جا رہی ہے کہ قبروں میں پڑے ہوئے مردوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور یہ عمل قیامت کے دن ہی ہوگا اس سے پہلے نہیں۔

سورت ابراہیم کی آیت سے ایک غلط استدلال

سورہ ابراہیم کی آیت نمبر ۲ سے قبر و برزخ کی زندگی کا اثبات نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس آیت میں اس کیلئے کوئی دور کا اشارہ بھی موجود نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں **يَسِّرُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ** "مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور بھلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے جو چاہے۔"

آیت زیر نظر میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ہے جس سے قبر یا برزخ کے عذاب کو ثابت کیا جاسکے۔ بلکہ **فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ** کے الفاظ دنیا اور آخرت کی دو ہی زندگیاں کو ثابت کر رہے ہیں اس آیت سے قبر میں کئیرین کے سوالات یا ان سے کسی مکالمے کا کوئی بعید ترین اشارہ بھی نہیں ہے بلکہ **يَسِّرُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ** کے فقرات سے مومنوں کے دنیا و آخرت میں قبول ثابت " (کلمہ توحید) پر ثابت رہنے کے باعث ان کے حق میں عذاب کا اثبات ہو رہا ہے یہاں قبر و برزخ یا عذاب قبر کا تو سرے سے کوئی ذکر ہی موجود نہیں، معلوم ہوتا ہے کہ **يَسِّرُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ** کے الفاظ سے کئیرین کے سوالات پر بھی ثابت رہنے اور ان کو درست جواب دینے کا قرینہ پیدا کر لیا گیا ہے اور **فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ** سے دنیا و آخرت کی جو تخصیص ظاہر ہو رہی ہے اس سے بچنے کیلئے اس طرح تاویل کر دی کہ "اللہ تعالیٰ مومنین کو توحید و ایمان کی باتوں سے دنیا و آخرت میں مضبوط و ثابت قدم رکھتا ہے۔ رسی قبر کی منزل جو دنیا و آخرت کے درمیان برزخ ہے اس کو ادھر یا ادھر جس طرف چاہیں شمار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ سلف سے دونوں قسم کے اقوال منقول ہیں غرض یہ ہے کہ مومنین دنیا کی زندگی سے لیکر مشرک تک اسی کلمہ طیبہ

کی بدولت مضبوط اور ثابت قدم رہیں گے۔ دنیا میں کیسی ہی آفات و حوادث پیش آئیں کتنا ہی سخت امتحان ہو، قبر میں نکیرین سے سوال و جواب ہو مشرکوں کا بولناک منظر ہوش اڑا دینے والا ہو ہر موقع پر یہی کلمہ توحید ان کی پامردی اور استقامت کا ذریعہ بنے گا۔

(ہوالہ تفسیری حاشیہ علامہ شبیر احمد عثمانی ص ۳۲۵ شائع کردہ دارالتصنیف لیسٹڈ شاہراہ لیاقت کراچی)

تعب ہے ہمارے مفسرین کرام روایات کے حوالے سے تفسیر قرآنی میں کیسی دور از کار تاویلات و تعبیرات سے کام لیتے ہیں کہ قبر و برزخ کی زندگی کو دنیا و آخرت میں جس طرف چاہو شمار کر لو۔

کسی مکی سورۃ سے عذاب قبر کا اثبات نہیں کیا جاسکتا

یہاں اہم بات یہ ہے کہ سورۃ ابراہیم مکی سورۃ ہے جبکہ از روئے روایات قبر میں نکیرین کے سوال و جواب کا علم آنحضرت ﷺ کو مدینہ پہنچ کر ہوا بنا بریں اس آیت کریمہ سے عذاب قبر یا نکیرین سے مکالے کا اثبات کیسے کیا جاسکتا ہے؟ پھر اس ضمن میں یہ کہنا کہ ”روز قیامت کی جوابدہی میں ثابت قدم رہنے کا علم تو مکی زندگی ہی میں ہو گیا تھا جزو دوم۔ یعنی قبر میں نکیرین کے سوال و جواب کا علم مدینہ پہنچ کر ہوا“ یا یہ کہنا کہ ”ممکن ہے یہ آیت مدنی ہو اور بیشتر آیات کے مکی ہونے کی بناء پر سورۃ ابراہیم کو مکی قرار دیدیا ہو“ محض مفروضات ہیں۔ (۱)

(تفسیل بیان اقرآن از علامہ عفر احمد عثمانی)

(۱) کسی تعبیر و تفسیر سے اختلاف کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم علامہ شبیر احمد عثمانی یا علامہ عفر احمد عثمانی کے علم و فضل اور ان کی گرانقدر علمی خدمات کے معترف نہیں ہیں۔

بخاری کی ایک روایت

بخاری کی ایک روایت میں ایک یہودی عورت کا سیدہ عائشہ صدیقہ سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کرنے، پھر سیدہ عائشہ کی طرف سے لاعلمی کے اظہار پر آنحضرت ﷺ کا عذاب قبر کے ثبوت میں آیت مذکورہ کو پیش کرنے کا واقعہ بیان ہوا ہے شاید اس روایت سے یا نکیرین کے سوال و جواب کی دیگر روایات کی بنا پر ہمارے علماء و مفسرین نے دنیا و آخرت میں ثابت قدم رہنے کے علاوہ نکیرین سے مرعومہ مکالمے کے دوران بھی ثابت قدم رہنے کا کوئی قرینہ و محل تلاش کر لیا ہو؟ بسا غنیمت ہے کہ علامہ شبیر احمد عثمانی جیسے صاحب فہم عالم دین نے اس سے برزخ کی تیسری زندگی کا اثبات نہیں کیا بلکہ یہ کہہ کر کہ "رہی قبر جو دنیا و آخرت کے درمیان برزخ ہے اس کو ادھر یا ادھر جس طرف چاہیں شمار کر سکتے ہیں" انسانی زندگی کو دنیا و آخرت تک ہی محدود رکھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محض روایات کے زیر اثر وہ یہ بات کہہ گئے ہیں ورنہ اصولی طور پر وہ دنیوی و اخروی دو ہی زندگیوں کے قائل ہیں۔

عذاب قبر سے عائشہ صدیقہ کی بے خبری

بخاری کی مبینہ روایت کے سلسلے میں ایک بات نہایت قابل غور ہے کہ سورۃ ابراہیم کی سورت ہے مکی زندگی میں آنحضرت ﷺ کا صبح و شام صدیق اکبرؓ کے گھر آنا جانا رہتا تھا جو بھی نئی وحی (کوئی قرآنی آیت یا سورت) نازل ہوتی اس گھر آنے کے تمام افراد اس سے باخبر ہو جاتے تھے چنانچہ بعثت نبوی کے پانچویں سال جب سورۃ القمر نازل ہوئی تو عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اس سورت کا بیشتر حصہ انہیں زبانی یاد ہو گیا تھا۔ تو جس گھر آنے میں قرآن سے اتنا گہرا شغف ہو کہ بعثت نبوی کے پانچویں سال جبکہ سیدہ عائشہؓ ایک کمسن اور نو عمر بچی تھیں (جبکہ از روئے روایات تو شاید وہ اس وقت

پیدا بھی نہیں ہوتی تھیں کیونکہ مکی زندگی کے آخری ایام میں جب ان کی عمر صرف چھ سال تھی ان سے آنحضرت نے عقد فرمایا تھا بنا بریں بعثت نبوی کے پانچویں یا چھٹے سال ہی کو ان کا سن پیدائش بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہجرت نبوی کے دوسرے سال جب ان کی عمر نو سال تھی تو از روئے روایات وہ رخصت ہو کر کاشانہ نبوت کی زینت بن چکی تھیں)

کیونکہ ہم چھ سال اور نو سال کی روایات کے قائل نہیں ہیں بلکہ نکاح کے وقت سولہ سال اور بوقت رخصتی انیس سال کی عمر کے قائل ہیں اس لئے ہماری نظر میں جب سورۃ القمر نازل ہوئی ان کی عمر کم و بیش آٹھ سال تھی تو جس گھرانے میں سات آٹھ سال کی کمسن بچی کو کسی سورت کے نازل ہوتے ہی اس کا بیشتر حصہ زبانی یاد ہو جائے اس گھرانے کے افراد کا قرآن سے گہرا شغف ثابت ہوتا ہے، تعجب ہے کہ اس کے باوجود سیدہ عائشہؓ مکہ میں نازل ہونے والی سورۃ کی کسی آیت کے معانی و مطالب اور اس سے ثابت ہونے والے عذاب قبر سے بالکل بے خبر تھیں چنانچہ جب کسی یہودی عورت نے ان سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کیا تو اپنی بے خبری و لاعلمی کے باعث متذکرہ آیت کے حوالہ سے عذاب قبر کا ثبوت پیش نہ کر سکیں۔

نکیرین کے سوال و جواب کے سلسلے میں بنیادی سوال ہی محل نظر ہے

نکیرین کے سوال و جواب کی سینہ روایات کے بارے میں ان کی اسناد سے قطع نظر کیونکہ مجھے اس فن پر عبور حاصل نہیں ہے، اس فن کے مرد میدان علامہ تمنا عمادی مرحوم تھے جو اب ہم میں موجود نہیں ہیں، اور ایسے مواقع پر ان کی کئی شدت کے ساتھ محسوس کی جاتی ہے، ہم نے اصول درایت کے تحت ان روایات پر جب بھی غور کیا تو نکیرین کے منجملہ سوالات میں سے ان کے ایک بنیادی سوال "من هذا الرجل"

بی کو محل نظر پایا۔ یہ سوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا مشرکین مکہ سے تو کیا
 جاسکتا ہے اور ان کیلئے کسی نہ کسی درجے میں اتمام حجت بھی بن سکتا ہے کیونکہ ان سے
 غلط جواب کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ ان سب کو رویت و تلقی کی دولت حاصل رہی
 ہے، اگر ابو جہل یا ابولہب ہی سے آنحضرت ﷺ کی شبیہ مبارک دکھا کر سوال کیا جائے تو
 وہ اپنے خاندان کے اس فرد کو کیوں نہیں پہچانیں گے جس سے ان کا قریبی خوئی رشتہ
 بھی تھا اور نظریاتی طور پر زندگی بھر وہ ایک دوسرے سے برسریکار بھی رہے ہیں اتنے
 قریبی رشتہ دار اور ایسے مد مقابل دشمن کو بھلا کون بھول سکتا ہے جس نے ان کے پشتینی
 غرور کو خاک میں ملا دیا تھا، لیکن اس کے برخلاف اگر یہی سوال ہم جیسے محروم دیدار عشاق
 سے کیا جائے جن کو نہ شرف زیارت حاصل رہا ہے نہ ملاقات کی سعادت سے
 بہرہ ور ہو سکے ہیں لہذا ہماری جانب سے درست جواب کی توقع اسی صورت میں ممکن
 ہو سکتی ہے جب ہمارے حافظے کے کسی گوشہ میں سوال و جواب کے وقت یہ بات
 مستحضر رہ جائے کہ جو شبیہ دکھائی جا رہی ہے وہ آپ ﷺ کی شبیہ ہے، مگر جنہیں دیدار و
 ملاقات کی دولت ہی میسر نہ آسکی ہو ان سے اس سوال کی معقولیت ہر صورت میں محل
 نظر ہے۔ غالب نے تو فرشتوں جیسے شاہد ان عادل کی تحریری شہادت پر بھی اعتراض جڑ
 دیا تھا کہ

پڑھے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق

آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

جسے شاعرانہ استدلال قرار دیکر نظر انداز کیا جاسکتا ہے مگر عدم تلقی اور عدم رویت کے
 باوصف کسی نادیدہ شخصیت کے بارے میں یہ سوال کرنا کہ بتاؤ یہ کون شخص ہیں؟ اور
 کسی لاعلم و بے خبر شخص کے قیاسی اور ظنی جواب کی صحت و عدم صحت کو مدار نجات یا
 سبب عذاب قرار دینا کہاں کا انصاف ہے؟

جن مفسرین سلف نے نکیرین کے سوال و جواب کی روایات کو در خور اعتنا سمجھتے ہوئے متذکرہ آیت سے عذاب قبر کا اثبات کیا ہے انہوں نے شاید اس پر غور نہیں فرمایا کہ من هذا الرجل کے سوال سے آنحضرت ﷺ کیلئے تعدد اجسام ورنہ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر و موجود ہونے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کیونکہ جس عہد اور جس زمانے سے یہ حضرات تعلق رکھتے ہیں اس میں موجودہ زمانے کی ساتھی اور لاسلکی ایجادات موجود نہ تھیں جن کی بدولت ان اشکالات کی نفی کی جاسکتی تھی تعجب ہے کہ ان حضرات نے نکیرین کے میدان مکالمے کو کیسے درست تسلیم کر لیا۔

فرشتوں کے سوال و جواب کا ذکر قرآن پاک کی جتنی آیات میں بھی آیا ہے وہ سب کی سب عالم نزع اور موت کے وقت سے تعلق رکھتی ہیں۔

بالعموم میت قبر میں مرنے کے دس بارہ گھنٹے بعد دفن کی جاتی ہے اور بعض اوقات غیر ممالک سے میت لائے جانے کی صورت میں کئی دن کے بعد دفن کی نوبت آتی ہے تو کیا ایسی تمام صورتوں میں نکیرین کے سوال و جواب کو مؤخر کر دیا جائے گا؟

بوقت مرگ فرشتوں کی آمد اور ان کے ساتھ مکالمے کی متعدد مثالوں میں سے ایک مثال یہی پیش کی جاسکتی ہے جس میں کہا گیا ہے **الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْفَوْا السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءِ بَلَىٰ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا. فَلَبِئْسَ مَثْوًى الْمُتَكَبِّرِينَ** (النحل ۲۸، ۲۹) جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کرتے رہے ہیں اپنے حق میں تب ظاہر کریں گے اپنی اطاعت کہ ہم تو کچھ برائی نہ کرتے تھے، کیوں نہیں، اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے، سو داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے، رہا کرو ہمیشہ اسی میں برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا۔" یہ اور ایسی متعدد آیات جن میں فرشتوں کی آمد اور سوال و جواب کا

ذکر ہے یہ سب موت کے وقت سے تعلق رکھتی ہیں مگر قبر میں فرشتوں کی آمد اور سوال و جواب کا تذکرہ کسی بھی قرآنی آیت سے ثابت نہیں۔ سورہ انعام، سورہ مومنون اور سورہ محمد وغیرہ میں بھی اس مضمون کی آیات موجود ہیں۔

ایک دوسری روایت

اس سلسلے کی ایک دوسری روایت جو کتب احادیث میں نقل کی گئی ہے "قبر پر ٹہنی لگانے کی ہے" اس میں سبب عذاب غیبت اور عدم طہارت (بعد از بول) بتایا گیا ہے۔ اگر یہ معذبین مشرک و کافر تھے تو سبب عذاب کفر و شرک ہونا چاہیے تھا اور ان کے حق میں تخفیف عذاب کی غرض سے آنحضرت ﷺ کا ٹہنی لگانا کوئی معنی نہیں رکھتا اور اگر وہ مسلمان تھے تو عہد رسالت میں مسلمان تو صرف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہی ہو سکتے ہیں جن کے بارے میں غیبت سے قطع نظر عدم طہارت کا کسی ادنیٰ درجے میں بھی تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ان پر عذاب قبر کو باور کیا جاسکتا ہے کیونکہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور وَ كَلَّا وَ وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنٰی کی قرآنی سند کے بعد عذاب قبر پر معنی؟

حیاتِ شہداء ایک استثنائی معاملہ ہے

برزخی زندگی کے ثبوت میں قرآنی حوالہ سے زیادہ سے زیادہ جو بات کی جاسکتی ہے وہ یہی ہے کہ ان کی زندگی کا ثبوت خود قرآن میں موجود ہے مگر یہ وہ استثناء ہے جو خود قرآن سے ثابت ہے اور کوئی استثناء اگرچہ عام اصول کے مطابق نہیں ہوتا مگر اس سے کسی مسلمہ اصول یا عام قواعد و ضوابط کی نفی نہیں ہوتی چنانچہ آنحضرت ﷺ،

امہات المؤمنین اور ملکِ یمن فتیت المؤمنات (آزاد کردہ مسلمان کنیزوں) کیلئے خصوصی اور استثنائی احکام خود قرآن پاک میں موجود ہیں جن سے عام قوانین اور شریعت کا کوئی ضابطہ نہیں ٹوٹتا۔ رہے یہ سوالات کہ اللہ کے ان خاص بندوں (شہداء) کی لاشعوری زندگی کیسی ہوگی؟ انہیں اپنے پروردگار کی طرف سے رزق کیسے ملے گا؟ ان کا مستقر کہاں ہوگا؟ اور حرکت و عمل میں یہ کس حد تک آزاد و مختار ہونگے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے بارے میں قرآن کریم نے ان کے زندہ ہونے اور اپنے رب سے رزق حاصل کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں بتایا اور نہ اس سے زیادہ جاننے کے ہم مکلف ہیں۔

فلذات کا عام ضابطہ و قانون یہی ہے کہ تمام حیوانی اجسام مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے، یہی وجہ ہے کہ قرآن نے کفار و مشرکین کے اس قول کی کہ "جب ہم چور چور اور ریز ریزہ ہو کر مٹی میں مل جائیں گے تو کیا ہمیں دوبارہ نئی زندگی دی جائے گی؟" کہیں نفی نہیں کی بلکہ ہر بار خلقِ جدید پر ہی اصرار کیا۔

خلقِ جدید

اسی طرح حدیثِ اوس بن اوس کے حوالہ سے خود آنحضرت ﷺ کے جسمِ اطہر و اقدس کے بارے میں صحابہؓ کا اولاً یہ گمان کہ وفات کے بعد عام قاعدے اور ضابطے کے مطابق وہ بھی مٹی میں مل جائے گا، یہ دونوں باتیں موت پر انسانی زندگی کے غاتے اور پھر قیامت کے دن "خلقِ جدید" اور "نشاۃ ثانیہ" کی تصدیق کیلئے کافی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اس مضمون کو بار بار بیان کیا اور بتا کید دہرایا ہے تاکہ قیامت میں انسان کے دوبارہ اٹھانے جانے میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہ جائے، ارشاد ہوتا ہے اَوْ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ

مِنْشَى النَّشَاةِ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (العنكبوت ۱۹، ۲۰) کیا دیکھتے نہیں کیسے شروع کرتا ہے اللہ پیدائش کو، پھر اسکو دہرائیگا یہ اس پر آسان ہے، تو سمجھدے کہ زمین میں پھرو، پھر دیکھو کیسے شروع کیا ہے پیدائش (۱) کو، پھر اللہ اٹھائے گا آخری اٹھانا، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مسئلے کا دوسرا پہلو عذاب دنیا و آخرت

اب آئیے اس مسئلے کے دوسرے پہلو یعنی عذاب دنیا و آخرت پر غور کرتے ہیں قرآن کریم نے منکرین و مکذبین کے حق میں دنیا و آخرت ہی کے عذاب کا ذکر کیا ہے اس کے علاوہ کسی برزخی زندگی میں عذاب و سزا کا کوئی اشارہ نہیں ملتا، ارشاد الہی ہے فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ (البقرة ۸۵) سو جزا اس کے کوئی سزا نہیں اسکی جو تم میں یہ کرتا ہے مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں۔ نیز فرمایا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (البقرة ۱۱۳) ان کیلئے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے اسی طرح یہ آیت أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ مَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ (آل عمران ۲۲) یہی ہیں جن کی محنت ضائع گئی دنیا و آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار۔

(۱) ثم یعیده پھر اس کو دہرائے گا کے الفاظ صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ قیامت کے دن انسان کی از سر نو پیدائش ہوگی۔ تخلیقی عمل کو از سر نو دہرایا جائے گا۔

دنیا و آخرت کے عذاب کا تقابل

دنیا و آخرت کے عذاب کا تقابل کرتے ہوئے ارشاد ہوا "فَاذَاقَهُمُ اللّٰهُ
 الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ (الزمر ۲۶)
 "پھر چکائی اللہ نے ان کو رسوائی دنیا کی زندگی میں اور عذاب آخرت کا تو بہت ہی بڑا
 ہے" سورہ احقاف میں ارشاد ہے وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلٰى النَّارِ
 اِذْ هَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِىْ حَيٰتِكُمْ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا، فَالْيَوْمَ
 تُجْرَوْنَ عَذَابِ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ
 الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ (الاحقاف ۲۰) "اور جس دن لانے جائیں
 گے منکر آل کے کنارے پر، صنایع کے اپنے مزے دنیا کی زندگی پر اور ان کو برت چکے،
 اب آج سزا پاؤ گے، ذلت کا عذاب بعوض اس کے جو تم غرور کرتے تھے زمین میں
 ناحق اور اس کے عوض جو تم نافرمانی کرتے تھے۔" نیز یہ آیت کریمہ وَ يَوْمَ
 يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلٰى النَّارِ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَ
 رَبِّنَا قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابِ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (الاحقاف ۳۳) "اور
 جس دن سامنے لانے جائیں گے منکر آل کے (اور ان سے پوچھا جائیگا) کیا یہ ٹھیک نہیں
 ہے، کہیں گے کیوں نہیں، قسم ہمارے رب کی کہا تو چکو عذاب بعوض اس کے جو
 تم منکر ہوا کرتے تھے۔" اسی طرح یہ آیت لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ
 لَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ (الرعد ۳۳) "انہیں مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی پر
 اور آخرت کی مار تو بہت ہی سخت ہے۔" پھر دنیوی عذاب کو ادنیٰ اور کمتر ظاہر کرتے
 ہوئے کہا گیا وَ لَنَذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ
 لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (سجدہ ۲۱) "ہم چکائیں گے تمہو ۱۰ عذاب و رے اس بڑے
 عذاب سے تاکہ وہ لوٹ آئیں۔" آیات مستذکرہ میں دنیا و آخرت کے عذاب ہی کا ذکر
 بار بار دہرایا گیا ہے کسی تیسرے عذاب کا (جس کا تعلق برزخی زندگی سے ہو) کہیں

کوئی اشارہ نہیں ہے اور ایسا ہونا بھی نہیں چاہیے کیونکہ جب کسی ملزم کا حساب کتاب سنی نہیں ہوا نہ اسپر فرد جرم عائد کی گئی نہ اسے اپنی صفائی میں الزامات کی جوابدہی کا موقع ملا تو ان حالات میں جزا و سزا کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حق تعالیٰ نے خود کو مالک یوم الدین یعنی انصاف کے دن کا مالک کہا ہے اور یہ دن بلاشک و شبہ قیامت کا دن ہوگا جو اس احکم الحاکمین نے اس مقصد کیلئے مقرر کر دیا ہے لہذا اس دن سے پہلے یا اثبات جرم سے قبل کسی ملزم کو سزا دینا یا بطور نمونہ ہی سزا کا مزا چکھانا اس عادل مطلق کے برگزایانِ شان نہیں ہے۔

موت اور حالت نوم میں مماثلت

قرآن کریم نے انسان کی حالت نوم کو بھی موت ہی سے تعبیر کیا ہے کیونکہ رات کو سوتے وقت ظاہری احساس و شعور باقی نہیں رہتا اور انسان اپنے گرد و پیش بلکہ اپنے جسم کے احوال تک سے بے خبر ہو جاتا ہے، سورہ انعام میں ارشاد ہے وَ هُوَ الَّذِي يُتَوَفَّكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثْكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (انعام ۶۰) "اور وہی ہے کہ قبضے میں لے لیتا ہے تم کو رات میں اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے رہے ہوں میں، پھر تم کو اٹھا دیتا ہے اسمیں تاکہ پورا ہو وہ وعدہ جو مقرر ہو چکا ہے پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے، پھر خبر دیکھا اسکی جو تم کرتے ہو۔"

اللہ کے ایک بندے شاید عزیر رضی اللہ عنہ نے اور اصحاب کھف کے قصے میں یہ تذکرہ موجود ہے کہ ان حضرات پر بالترتیب ۱۰۰ سال اور سالہا سال تک موت یا نیند طاری رہی کیونکہ قرآن کریم نے سورہ انعام کی آیت نمبر ۶۰ میں نیند کو بھی موت ہی سے

تعبیر کیا ہے، کیا عجب کہ ان ہر دو واقعات میں حق تعالیٰ کی ایک حکمت یہ بھی ہو کہ ان مثالوں کے ذریعہ ہمیں موت کی کیفیت و ماہیت سے آگاہ فرمایا گیا ہو کہ مرنے کے بعد روز قیامت تک تم پر یہ حالت طاری رہے گی اور جب قیامت کے دن اٹھو گے تو یوں محسوس ہو گا جیسے ابھی ابھی نیند سے بیدار ہوئے ہو۔

اس خیال کی تائید سورہ یٰسین آیت نمبر ۵۱، ۵۲ سے بھی ہوتی ہے جن میں کہا گیا ہے وَ نُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُونَ اور پھونکی جائے صور پھر تسبیح و قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے (اور) کہیں گے خرابی ہماری کس نے اٹھادیا ہمیں ہماری خوابگاہ سے؟ یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا رحمن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے"

یہاں کفار کا یہ کہنا کہ "کس نے اٹھادیا ہمیں ہماری خوابگاہ سے" واضح انداز میں ظاہر کر رہا ہے کہ اپنی قبروں میں چین کی نیند سوتے ہوئے تھے اور کسی عذاب قبر وغیرہ میں مبتلا نہ تھے ورنہ "یا ویلنا" "خرابی ہماری" کے الفاظ ہرگز نہ کہتے۔

اس ضمن میں دوسرا قابل توجہ پہلو یہ بھی ہے کہ لفظ "توفی" کے معنی پوری طرح لے لینے کے ہیں اسی لئے اس لفظ کو قرآن میں بالعموم موت کیلئے استعمال کیا گیا ہے، آیت مذکورہ میں بھی "وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم بِاللَّيْلِ" اور وہی ہے کہ تم کو قبضے میں لے لیتا ہے رات کے وقت "یعنی نیند کی حالت میں انسان اپنے گرد و پیش بلکہ اپنے جسم کے احوال تک سے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے بلکہ یوں کہتے کہ خود سے کٹ کر ایسا بے دست و پا اور از کار رفتہ ہو جاتا ہے کہ اپنے اختیاری امور بھی انجام نہیں دے سکتا، موت اور نیند کی یہی کیفیت ایک جیسی ہوتی ہے اسی لئے قرآن کی نظر میں حالت نوم بھی "توفی" ہی کی ایک شکل ہے۔ گویا نیند اگر عارضی اور وقتی موت ہے تو موت ایک طویل و مستقل کیفیت نوم کا نام ہے کیونکہ انسان مرنے کے بعد اللہ کے

قبضے میں پہنچ جاتا ہے یا بالفاظ دیگر اسکی طرف لوٹ جاتا ہے اور حالت نوم میں بھی عارضی طور پر گویا موت ہی کے منہ میں چلا جاتا ہے۔

کیا مجرد ارواح کیلئے کسی مستقل مستقر کی ضرورت ہے

پھر ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ انسانی روح "امر ربی" ہے جو لفظ "کن" سے وجود میں آئی ہے، جو نہ مادہ ہے نہ جوہر ہے نہ عرض تو پھر اس کیلئے کسی مستقل ٹھکانے کی تعیین کیوں ضروری سمجھی جاتی ہے کہ لامحالہ اسے عالم ارواح کے مقامات عجیب و غریب میں پہنچایا جائے، عام سی بات ہے کہ روح اللہ کا ایک حکم اور امر تھی جسے اس نے موت کی صورت میں واپس لے لیا "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ" سے بھی یہی متبادر ہوتا ہے اور خلق جدید کی تصریحات سے بھی یہی صورت ظاہر ہو رہی ہے کہ جس طرح اجسام کو از سر نو خلق کیا جائے گا اسی طرح ارواح بھی ان اجسام میں دوبارہ لوٹا دی جائیں گی، موت سے وقوع قیامت تک ان کیلئے کسی خاص مقام و مستقر کی چنداں ضرورت نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ دوبارہ انہی اجسام و ارواح کو خلق کیا جائے جو دنیوی زندگی ایک ساتھ بسر کر چکے ہیں تاکہ روز قیامت کی جوابدہی کے وقت جسم و روح ایک ساتھ موجود رہیں اور ان میں سے کوئی ایک یہ نہ کہہ سکے کہ میں تو اس کام میں شریک عمل نہ تھا۔ جسم و روح کی دوبارہ تخلیق کا عمل اللہ کے ایک بندے کے گدھے کو جو خاک کا ڈھیر بن چکا تھا دوبارہ زندہ کر کے دکھا دیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ کیلئے ان میں سے کوئی بات بھی مشکل یا ناممکن نہیں ہے۔

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَقُومُ
 الْأَشْهَادُ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعِدْرَتُهُمْ وَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ
 سُوءُ الدَّارِ (المؤمن ۵۱، ۵۲)

”ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگی میں اور جب کھڑے ہوئے گواہ، جس دن کام نہ آئیں منکروں کو ان کے بہانے اور ان کو پھٹارے اور ان کے واسطے ہے برا گھر ہے“ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْآخَسْرُونَ (ہود ۲۲) ”اس میں شک نہیں کہ یہ لوگ آخرت میں یہی ہیں سب سے بڑھ کر خسارے میں“ وَ جَعَلْنَا الْأَغْلَلَ فِي آعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ يُجْرُونَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (السبا ۳۳) ”اور ہم نے ڈالے میں طوق گردنوں میں منکروں کے، وہی بدلہ پاتے ہیں جو عمل کرتے تھے“ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ (الزمر ۸) ”تو کچھ برت بے ساتھ اپنے کفر کے تھوڑے دنوں، تو بے دوزخ والوں میں“ أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ (الزمر ۲۴) ”بھلا ایک وہ (شخص) جو روکتا ہے اپنے منہ پر برا عذاب قیامت کے دن اور کہا جائے گا بے انصافوں کو چکھو جو تم کھاتے تھے“ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوْا وَعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارِ (الرعد ۳۵) ”یہ بدلہ ہے ان کا جو ڈرتے رہے اور بدلہ منکروں کا آگ ہے“ - وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللَّهُ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخَّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ (ابراہیم ۴۲) ”اور ہرگز مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہیں بے انصاف، ان کو تو ڈھیل دے رکھی ہے اس دن کیلئے کہ پتھر اجائیں گی آنکھیں“ - وَ يُعَذِّبُ الْمُتَنَفِّقِينَ وَ الْمُتَنَفِّقَاتِ وَ الْمُشْرِكِينَ وَ الْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السُّوءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السُّوءِ وَ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ أَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ. وَ سَاءَتْ مَصِيرًا. (الفتح ۶) ”اور تاکہ عذاب کرے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں کو اور عورتوں کو جو بدظنی کرتے ہیں اللہ کے ساتھ بری بدظنی، انہی پر پڑے مصیبت کا دائرہ اور غضب ناک ہوا اللہ ان پر اور لعنت کی ان کو اور تیار کی دوزخ اور بری جگہ بنیے“ - وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَاِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِيْنَ سَعِيْرًا (الفتح ۱۳) اور جو کوئی یقین نہ لائے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے سُنکروں کے واسطے دہکتی آگ " قُلْ لِلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعُوْنَ اِلَى قَوْمِ اَوْلٰى بِاَبْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسَلِّمُوْنَ فَاِنْ تَطِيْعُوْا يُؤْتِكُمْ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا لَيْسَ عَلٰى الْاَعْمٰى حَرْجٌ وَّلَا عَلٰى الْاَعْرَجِ حَرْجٌ وَّلَا عَلٰى الْمَرِيْضِ حَرْجٌ وَّمَنْ يُطِيعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَدْخُلْهُ جَنَّةٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَّمَنْ يَتَوَلَّ يَعْذِبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا (الفتح ۱۶، ۱۷) محمد سے پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے آئندہ تم کو بلائیں گے ایک قوم پر، بڑے سخت لڑنے والے، تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے، پھر اگر حکم مانو گے (تو) دیگا تم کو اللہ اچھا بدلہ، اور اگر پلٹ جاؤ گے جیسے پلٹ گئے تھے پہلی بار، دیگا تم کو ایک دردناک عذاب، اندھے پر تکلیف نہیں، اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا اسکو داخل کریگا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو کوئی پلٹ جائے اس کو عذاب دیگا دردناک ۔"

یوم الحساب یعنی قیامت کے دن جزاء و سزا کا فیصلہ ہوگا

وَنَفِيْحٍ فِى الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ (ق ۲۰) "اور پھونکا گیا صور یہی ہے دن ڈرانے کا"۔ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَاَقْدَمْتُمُ الْيَوْمَ بِالْوَعِيْدِ (ق ۲۸) "فرمایا جھگڑا نہ کرو میرے حضور اور میں پہلے ہی ڈرا چکا تھا تم کو عذاب سے" نیز یَسْئَلُوْنَ اٰیَانَ يَوْمِ الدِّيْنِ يَوْمَ هُمْ عَلٰى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ

(الذريت ۱۲، ۱۳، ۱۴) "پوچھتے ہیں کب ہے دن انصاف کا، جس دن وہ آگ پر لوٹ پوٹ ہوئے، چکھو مزا اپنی شرارت کا، یہ ہے جسکی تم جلدی کرتے تھے" اور **هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ** **يَوْمَ يُدْعَوْنَ اِلَى النَّارِ جَهَنَّمَ دَعَاً** (طور ۱۴) "یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھوٹ جانتے تھے جس دن دھکیلے جائیں گے دوزخ کی طرف دھکیل کر" **فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ** **يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ** **وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَٰكِن أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ** (الطور ۴۵ تا ۴۷) "سو تو چھوڑ دے ان کو یہاں تک کہ دیکھ لیں اپنے اس دن کو جس میں ان پر پڑیگی بجلی کی کڑک، جس دن کام نہ آئے گا ان کو انکا داؤ ذرا بھی اور نہ ان کو مدد پہنچے گی اور ان گنہ گاروں کیلئے ایک عذاب ہے اس کے سوا پر بہت ان میں کے نہیں جانتے۔" **بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ أَذْهَىٰ وَ أَمْرٌ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ** **يَوْمَ يُسْبَجُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُقُوا مَسَّ سَقَرٍ** (القمر ۴۶، ۴۷، ۴۸) "بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کا وقت اور وہ گھڑی بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی، جو لوگ گنہگار ہیں غلطی میں پڑے ہیں اور سودا میں جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں اوندھے منہ (کہ) چکھو مزا آگ کا" **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَدُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْرُونَ** **مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ** (التحریم ۷) "اے منکرین (حق) مت بہانے بناؤ آج کے دن، وہی بدلہ پاؤ گے جو تم کیا کرتے تھے۔" **أَلَا يَنْظُرُ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ** **لِيَوْمٍ عَظِيمٍ** **يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ** **كَلَّا** **إِن كُتِبَ الْفَجَارَ لَفِي سَجِينٍ** **وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَجِينٌ** **كُتِبَ مَرْقُومٌ** **وَبِلْ يَوْمٍ مِّنْذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ** **الَّذِينَ يَكْذِبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ** (التطيف ۴ تا ۱۱) "کیا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ کہ ان کو اٹھنا ہے، اس بڑے دن کے واسطے، جس دن کھڑے رہیں لوگ جہاں کے مالک کے لئے، ہرگز نہیں،

بے شک اعمال نامہ گنہگاروں کا جہنم میں ہے اور تمہیں کیا خبر ہے جہنم کیا ہے، ایک لکھا ہوا دفتر ہے، خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی، جو جھٹلاتے ہیں انصاف کے دن کو۔ "قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَ تُحْشَرُونَ اِلَىٰ جَهَنَّمَ وَ بِنَسِ الْاِمِهَادُ (ال عمران ۱۲) محمد مجھے کافروں کو کہ اب تم مغلوب ہو گے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور (ود) کیا ہی برا ٹھکانا ہے "يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَ مَّا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ (آل عمران ۳۰) "جس دن موجود پائے گا اپنے سامنے ہر شخص جو کچھ کہ کی ہے اس نے نیکی اور جو کچھ کی ہے اس نے برائی" وَ مَنْ يَكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (المائدة ۵) "اور جو منکر ہوا ایمان سے تو ضائع ہوا عمل اسکا اور آخرت میں وہ ٹوٹے والوں میں ہے۔" اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَ مِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (المائدہ ۳۶) "جو لوگ کافر ہیں اگر ان کے پاس جو کچھ زمین میں ہے سارا اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور ہوتا کہ بدلے میں دیں اپنے قیامت کے عذاب سے تو ان سے قبول نہ ہوگا اور ان کے واسطے دردناک عذاب ہے" وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمٰلِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتِ كِتٰبِيْهِ وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيْهِ لَيْتَهَا كَانَتِ الْقٰضِيَةً (الحاقہ ۲۵، ۲۶، ۲۷) "اور جس کو ملا اسکا لکھا ہوا نامہ ہاتھ میں وہ کہے گا کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے حساب میرا، کسی طرح وہی موت ختم کرجاتی" وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَّرَآءَ ظَهْرِهٖ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا وَ يَصَلِّيْ سَعِيْرًا "اور جس کو ملا اسکا نامہ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے سو وہ پکارے گا موت موت اور پڑیگا آگ میں۔"

منکرین کی سزا خلود جہنم ہے

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرہ ۳۹) "اور جو لوگ منکر ہوئے اور جھٹلایا ہماری نشانیوں کو وہ میں دوزخ میں جانے والے وہ رہیں گے اس میں ہمیشہ۔" وَ إِنَّمَا تَوْفِيقُونَ أَجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُجِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْعُرُورِ (آل عمران ۱۸۵) "اور تم کو پورے بدلے ملیں گے قیامت کے دن پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں اس کا کام تو بن گیا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر پونجی دھوکے کی۔" مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَا لَهُمْ جَهَنَّمَ وَ بَسُّ الْمِهَادِ (آل عمران ۱۹۷) "یہ فائدہ ہے تھوڑا سا پھر ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور جو بہت برا ٹھکانا ہے۔" وَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَآ يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَ هُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرٌ أَحْيَاءٍ وَ مَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ (نحل ۲۰، ۲۱) "اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے (وہ) کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود (ہی) پیدا کئے ہوئے ہیں، مردے ہیں جن میں جان نہیں اور (وہ) نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے" بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَ أَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا إِذَا رَأَتْهُمْ مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّطًا وَ زَفِيرًا وَ إِذَا أَلْقَا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقْرَنَيْنِ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَ أَدْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا (الفرقان ۱۱ تا ۱۳)

"بلکہ وہ جھٹلاتے ہیں قیامت کو اور ہم نے تیار کی ہے اس کے واسطے جو جھٹلاتا ہے قیامت کو آگ، جب وہ دیکھے گی ان کو دور کے مقام سے سنیں گے اس کا جھنجھلانا اور چلانا، اور جب ڈالے جائیں گے ایک تنگ جگہ میں کئی کئی ایک (ہی) زنجیر میں جکڑے ہوئے (تو) پکاریں گے اس جگہ موت کو مت پکارو آج ایک (بار) مرنے کو، اور پکارو

(بار بار) بہت سے مرنے کو۔

دیکھئے یہ سارے عذاب اور سزائیں منکرین کو قیامت ہی کے دن دی جائیں گی
انہیں سے کوئی ایک سزا بھی قبر یا برزخ سے تعلق نہیں رکھتی۔

مجرد عذابِ آخرت کا بیان

اب تک جو قرآنی آیات پیش کی گئی ہیں انہیں دنیا و آخرت کے عذاب کا ذکر
تماکران میں بھی عذابِ آخرت ہی کو اشد و اشن اور اکبر عذاب قرار دیا گیا تھا اور اسکے
مقابلے میں دنیوی عذاب کو ادنیٰ اور کمتر بتایا گیا تھا ذیل کی آیات میں مجرد عذاب
آخرت کا بیان آ رہا ہے۔ مستغضین کے بارے میں کہا گیا: **إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ
الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ (النساء ۹۷)** "جن کی جان
ٹکالتے ہیں فرشتے اس حالت میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں، کہتے ہیں ان سے
فرشتے تم کس حال میں تھے؟" پھر یہی بات منکرین حق کے بارے میں بھی گئی **الَّذِينَ
تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ، فَأَلْقَوْا السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ
مِنْ سُوءٍ (النحل ۲۸)** "جن کی جان ٹکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں
اپنے حق میں، تب ظاہر کریں گے اطاعت کہ ہم تو نہ کرتے تھے کچھ برائی" پھر اس
سے اگلی آیت **فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَلَيْسَ مَسْوًا
الْمُتَكَبِّرِينَ (النحل ۲۹)** "سو داخل ہو دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا
اس میں، سو کیا برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا" منکروں کے لئے خلودِ جہنم کے ساتھ
بار بار عذاب دینے کیلئے ان کی کھال کو بار بار بدل دیا جائیگا تاکہ وہ کھال کے جلنے کی
تکلیف کو بار بار چکھتے رہیں۔ **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصَلِّيهِمْ
نَارًا كَلَّمًا نَضَجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا**

العَذَابِ (النساء ۵۶) "بے شک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے ان کو ڈال دیں گے آگ میں، جس وقت جل جائیگی نچال ان کی تو ہم بدل دیں گے ان کی اور کمال تاکہ (مسئل) عذاب چکھتے رہیں" اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَآنَنُوْا بِهَا وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ آيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ اُولٰٓئِكَ مَا وَّهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (يونس ۴ - ۸) "البتہ" جو لوگ امید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی اور خوش رہے دنیا کی زندگی پر اور اس پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسوں کا ٹھکانا جہنم، بدلا اس کا جو کھاتے تھے " وَ مَنْ اَصْلٌ سُمَّنٌ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِیْبُ لَهُ الْیَوْمَ الْیَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَاۡهِمْ غٰفِلُوْنَ (الاحقاف ۵) "اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو پکارے اللہ کے سوا ایسے کو جو نہ سنیجے اسکی پکار کو قیامت کے دن تک اور ان کو خبر (ہی) نہیں انکے پکارنے کی۔"

ازروئے قرآن فرشتوں کی آمد موت کے وقت ثابت ہے

قبر میں فرشتوں (نکیرین) کے آنے اور سوال جواب کرنے کا ذکر تو سرے سے قرآن میں موجود ہی نہیں البتہ موت کے وقت ان کے آنے اور جان نکالنے کا تذکرہ متعدد آیات قرآن میں ہے مثلاً اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ (النساء ۹۷) وہ لوگ کہ جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے، اس حالت میں کہ یہ لوگ برا کرتے رہے ہیں اپنا، کہتے ہیں فرشتے کہ تم کس حال میں تھے؟ "اس آیت سے قبر میں نکیرین کی آمد کے بجائے موت کے وقت فرشتوں کا آنا ثابت ہو رہا ہے، یہی بات سورہ الانعام میں اس طرح بیان کی گئی ہے حَتّٰی اِذَا جَاءَ اَحَدَكُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا یَفْرِطُوْنَ (الانعام ۶۱)

"یہاں تک کہ جب آئیے تم میں سے کسی کو موت تو قبضے میں لے لیتے ہیں اس کو ہمارے فرستادہ فرشتے اور وہ کو تابی نہیں کرتے" پھر یہی مضمون اس طرح بیان کیا گیا وَ لَوْ تَرَىٰ اِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمْرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوْا اَيْدِيْهِمْ، اَخْرِجُوْا اَنْفُسَكُمْ (الانعام ۹۴) "اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ (یہ) ظالم ہوں موت کی سختیوں میں اور فرشتے ہاتھ بڑھا رہے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں" اس آیت میں بھی موت کے وقت فرشتوں کی آمد کا ذکر ہے، اسی طرح حَتَّىٰ اِذَا جَاۤءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَقَّوْنَهُمْ قَالُوْا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الاعراف ۳۷) "یہاں تک کہ جب پہنچیں ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کی جان لینے کو تو کہیں کہ کیا ہوئے وہ جن کو تم پکارتے تھے اللہ کے سوا" یہاں بھی جان قبض کرنے والے فرشتوں ہی کا ذکر ہے پھر یہ آیت وَ لَوْ تَرَىٰ اِذِ يَتَوَقَّى الذّٰلِیْنَ كَفَرُوْا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَذْبَارَهُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِیْقِ (الانفال ۵۰) "اور اگر تو دیکھے جس وقت جان قبض کرتے ہیں فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچھے اور کہتے ہیں چکو عذاب جلنے کا" یہاں بھی جان نکالنے اور اس کے بعد عذاب جہنم کا ذکر ہے جس کا وقوع قیامت کے دن ہوگا۔

سورہ المؤمنون کی ایک آیت سے برزخ کا ایک کمرور استدلال

سورہ المؤمنون کی آیت نمبر ۱۰۰ سے عالم برزخ کا اثبات کیا جاتا ہے جس میں منکرین کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئیگی تو وہ کہے گا کہ "اے پروردگار مجھے پھر سے دنیا میں بھیج دے شاید میں کوئی بھلا کام کر لوں" اس کے جواب میں کہا جائے گا "برگز نہیں یہ تو محض ایک بات ہے جو وہ (یونہی) کہتا ہے"

اس کے بعد یہ جملہ بیان ہوا ہے وَ مِنْ تَوْرَاهُمْ بَرَزَخُ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ
 "ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں" اس کا صاف اور واضح مطلب
 یہی ہے کہ موت سے قیامت تک مرنے والے کیلئے ایک ایسا پردہ ہے کہ وہ دنیا و
 آخرت دونوں ہی سے کٹ کر رہ جاتا ہے نہ ادھر کچھ دیکھ سکتا ہے نہ ادھر اس میں
 برزخی زندگی اور عذاب کا تصور نہ معلوم کون سے قرینہ سے پیدا کر لیا گیا؟ برزخ کے
 لفظی معنی محض پردے کے ہیں اور قرآن میں یہ لفظ متعدد مقامات پر پردے ہی کے
 معنی میں استعمال ہوا ہے کسی جگہ بھی عالم برزخ کے معنوں میں استعمال نہیں ہوا۔

نیند کی حالت میں بھی جان کھینچ لی جاتی ہے

موت اور حالت نوم کی مماثلت قرآن کریم کی متعدد آیات میں بیان کی گئی
 ہے اس سلسلے میں سورہ الزمر کی یہ آیت قابل توجہ ہے اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ
 حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَى
 عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلَ الْأُخْرَى إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى (الزمر ۴۲)
 "اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا اور جو نہ مریں ان کو کھینچ لیتا
 ہے ان کی نیند میں پھر کہ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھیرا دیا ہے اور (واپس) بھیج دیتا ہے
 اور ان کو ایک وقت موعود تک"

اس آیت کی تشریح میں شاہ عبد القادر اپنے تفسیری حاشیے "موضح القرآن" میں
 لکھتے ہیں یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچ لیتا ہے (واپس) بھیجتا ہے، یہی نشان ہے
 آخرت کا، معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھینچتی ہے جیسے موت میں، اگر نیند میں کھینچ کر رہ
 گئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جسے ظاہری ہوش کہتے ہیں اور ایک وہ ہے جس
 سے سانس چلتی ہے اور نبضیں اچھلتی ہیں اور کھانا بھضم ہوتا ہے وہ دوسری ہے وہ

موت سے پہلے نہیں کھینچتی۔"

مطلب یہ ہے کہ روح عنصری جس سے خون کی گردش اور نبض کی حرکت وغیرہ برقرار رہتی ہے وہ تو جسم میں رہ جاتی ہے جس کے باعث جسمانی موت واقع نہیں ہوتی لیکن جس روح سے ہوش و حواس اور فہم ادراک کا تعلق ہے وہ نیند کی حالت میں کھینچ لی جاتی ہے اور بیداری کے وقت لوٹا دی جاتی ہے اس تشریح کے پیش نظر جو صورت حال سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ بوقت موت انسان کی یہ دونوں صلاحیتیں کھینچ لی جاتی ہیں جب یہ دونوں صلاحیتیں یعنی ہوش و حواس اور حرکت قلب وغیرہ کھینچ لی گئیں انسان میں بے جان جسم کے علاوہ کیا باقی رہ گیا پھر جب نیند کی حالت میں ایک زندہ انسان بھی دنیا و مافیہا سے بالکل کٹ کر رہ جاتا ہے کہ وہ نہ کچھ دیکھ سکتا نہ سُن سکتا اور نہ اپنے ارادہ و اختیار سے کچھ کر سکتا ہے درال حالیکہ ابھی اس کے جسم میں وہ روح عنصری موجود ہے جس کے باعث حرکت قلب، حرکت نبض، گردش خون اور نظام بضم برقرار ہے تو موت کی حالت میں جب روح کے ساتھ یہ دوسری تمام قوتیں بھی سلب کر لی جائیں گی اور صرف گوشت پوست اور ہڈیوں کا بے جان ڈھانچہ باقی رہ جائیگا تو اگر اس بے جان جسم پر قبر و برزخ میں عمل تعذیب جاری کیا گیا تو یہ سراسر نا انصافی ہوگی کیونکہ مجرد جسم تو کسی حرکت و عمل کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا، نہ وہ کسی معصیت کا ارتکاب کر سکتا ہے نہ اس سے کوئی عمل خیر سرزد ہو سکتا ہے اس لئے تنہا جسم پر تو عمل تعذیب کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا، رہ گئی روح تو جسم کے بغیر تنہا روح سے بھی کسی عمل کا صدور ممکن نہیں لہذا تعذیب و تعقیب کیلئے ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا ضروری ہے جو قیامت سے پہلے نہیں ہوگا لہذا اچھے برے اعمال کی جزا و سزا بھی وقوع قیامت اور حساب و کتاب سے فراغت کے بعد ملے گی، صورت حالات کا یہی وہ نقشہ ہے جو قرین قیاس بھی ہے اور قرین انصاف بھی۔ اور قرآن کریم کی بے شمار آیات میں بھی یہی تصریحات پیش کی گئی ہیں۔

سورہ المؤمن کی آیت سے استدلال

سورہ المؤمن کی آیت نمبر ۴۶ سے بھی عذاب برزخ کا اثبات کیا جاتا ہے وہ آیت یہ ہے کہ **النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَ يُؤْم تَقُومُ السَّاعَةَ اَدْخُلُوا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ (المؤمن ۴۶)** "وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح و شام اور جس دن قائم ہوگی قیامت حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں" اس آیت کا عام ترجمہ اسی طرح کیا جاتا ہے کہ **"النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا"** میں **يُعْرَضُونَ** "مضارع" کے صیغے کو "حال" کے معنی میں لیتے ہیں حالانکہ عربی زبان میں مضارع کا صیغہ حال و استقبال دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اسکی تعیین موقع و قیام کی مناسبت سے کر لی جاتی ہے استقبال کے معنی میں لینے سے ترجمہ یہ ہوگا کہ "وہ آگ پر صبح و شام پیش کئے جائیں گے" مطلب یہ ہوگا کہ دائمی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

سورہ ہود میں ہے کہ **يُقَدِّمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ (سورة الهود ۹۸)** یعنی "وہ (فرعون) آگے ہوگا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر پہنچائے گا ان کو آگ پر" یہاں "يُقَدِّمُ" بھی مضارع کا صیغہ ہے جسے سب نے استقبال ہی کے معنوں میں لیا ہے، ان دونوں آیتوں کو ملا کر پڑھا جائے تو بات یوں بنتی ہے کہ فرعون دوزخ تک اپنی قوم کو لیکر پہنچے گا اس کے بعد سورہ المؤمن کی آیت مذکورہ کا جملہ اسکی تفسیر ہے کہ پھر فرشتوں کو حکم دیا جائیگا کہ دوزخ کے سب سے سخت عذاب میں ان کو داخل کر دو "نیز **غُدُوًّا وَعَشِيًّا** کے معنی محاورتا ہمیشہ کے ہوتے ہیں جیسا کہ جنتیوں کیلئے سورہ مریم میں ہے **وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا (مریم ۶۲)** یعنی "ان کو ان کی روزی ہمیشہ ملتی رہے گی" سورہ الاحقاف کی آیت نمبر ۳۴ میں بھی ہے **وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ** اور جس دن پیش کئے

جائیں گے منکرین سامنے اگل کے "یعرض" کا صیغہ "مضارع مجہول" بمعنی استقبال لیا گیا ہے لہذا جو موقع و محل اور قرینہ آیات متذکرہ یعنی سورہ ہود سورہ مریم اور سورہ احقاف میں ہے۔ وہی موقع و محل اور قرینہ سورہ المؤمن کی زیر نظر آیت میں ہے اس لئے متذکرہ تمام مقامات پر مضارع کے صیغے کو استقبال ہی کے معنی میں لیا جائے گا۔ چنانچہ عبد اللہ یوسف علی نے بھی اپنے انگریزی ترجمہ و تفسیر میں یہی مطلب لیا ہے۔

In front of the fire will they be brought morning & evening! and (they scentence will be) on the day that Judgement will be established. Cast ye the people of pharoah into the swearst penalty.

پھر سورہ النازعات آیت نمبر ۲۵ میں فرعون کے متعلق کہا گیا ہے فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ پھر پکڑا اس کو اللہ نے سزا میں آخرت کی اور دنیا کی۔ حاشیہ از علامہ شبیر احمد عثمانی "یعنی یہاں پانی میں ڈوبا و بااں اگل میں جلے گا" یہاں بھی دنیا و آخرت ہی کے عذاب کا ذکر ہے لہذا فرعون کیلئے بھی صرف دو ہی عذاب میں قبر یا برزخ میں نہیں۔

برزخی زندگی کے بارے میں علامہ سید سلیمان ندوی کے نقطہ نظر کا اجمالی جائزہ

سیرت النبی جلد چہارم میں "برزخ" کے عنوان کے تحت علامہ سید سلیمان ندوی نے اپنا جو نقطہ نظر پیش کیا ہے وہ اگرچہ عمومی نقطہ ہائے نظر سے مختلف نہیں ہے لیکن اس کے بعض دلائل یقیناً ایسے ہیں جن پر توجہ کی ضرورت ہے، وہ لکھتے ہیں:

"برزخ کا لفظ قرآن پاک میں تین دفعہ استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ دو چیزوں کے درمیان

کا پردہ، حاجب اور حائل مراد ہے چنانچہ سورہ رَحْمٰن میں دو دریاؤں کا ذکر ہے جن میں ایک نیٹھا اور دوسرا کھاری ہے اور ان کے بیچ میں ایک پردہ حائل ہے جو ان کو آپس میں ملنے نہیں دیتا، **بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ** (رحمن) "ان دونوں کے بیچ میں ایک پردہ ہے جس سے ایک دوسرے پر بڑھ کر نہیں جاتا" اسی عجیب و غریب بحری منظر کا ذکر سورہ فرقان میں ہے اور وہاں بھی یہی لفظ واقع ہے **وَ هُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَ هَذَا مِلْحٌ اُجَاعٌ وَ جَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَ رَحِيزًا مَّحْجُورًا** (الفرقان ۶) "اور اسی نے دو دریاؤں کو ملا کر چلایا اور یہ نیٹھا اور پیاس بجاتا ہے اور وہ کھاری کڑوا ہے اور ان کے بیچ میں ایک پردہ اور روکی ہوئی اوٹ بنائی ہے"

اس بنا پر موجودہ زندگی اور آئندہ زندگی کے درمیان جو مقام حائل اور حاجب ہے اس کا نام "برزخ" ہے۔ سورہ مومنون میں نزع کے وقت کے بیان میں ہے: **وَ مِنْ قَوْمٍ وَّرَاءِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ** (مومنون ۱۰۰) "اور ان مرنے والوں کے پیچھے ایک پردہ ہے اس دن تک جب کہ وہ (قیامت میں) اٹھائے جائیں گے"

(سیرت النبی جلد چہارم عنوان برزخ ص ۳۳۰، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، اردو بازار، لاہور)

برزخ کے لفظی معنی محض روک یا پردے کے ہیں

علامہ سید سلیمان ندوی کی پیش کردہ تصریحات کے مطابق بھی برزخ کے لفظی معنی پردے کے ہیں جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہوتا ہے اور قرآن پاک میں ہر مقام پر یہ لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے، سورہ رَحْمٰن اور سورہ فرقان میں دریا کے پانی کی مثال کے ذریعہ یہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ دریائی پانی میں کچھ مقام ایسے ہیں

جن میں ایک طرف کا پانی میٹھا اور دوسری طرف کا کھاری ہے گویا ان کے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا گیا ہے جو میٹھے پانی کو کھاری اور کھاری پانی کو میٹھے پانی پر چڑھنے اور باہم ملنے سے روکے ہوئے ہے، ان دونوں مثالوں میں حق تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار ہے کہ ان دونوں پانیوں کے درمیان اگرچہ کوئی سد سکندری حائل نہیں ہے مگر اسکی شان قدرت کو دیکھو کہ ایک ہی مقام پر ایک طرف شیریں پانی بہ رہا ہے اور اس کی دوسری جانب کھاری پانی ہے اور یہ دونوں کبھی ایک دوسرے پر نہیں چڑھ پاتے اور نہ باہم خلط ملط ہوتے ہیں، پھر تیسری مثال کے ذریعہ دنیوی زندگی اور اخروی زندگی کے درمیان ایسے ہی غیر مادی اور غیر مرئی پردے کا بیان ہے کہ ان کے پیچھے بھی ایک ایسا ہی پردہ حائل ہے جو ان دونوں زندگیوں کو ایک دوسرے سے الگ کئے ہوئے ہے کہ ایک طرف دنیوی زندگی ہے جس سے مرنے کے بعد کوئی تعلق باقی نہیں رہتا بلکہ پیچھے چھوڑی ہوئی زندگی پر ایک پردہ سا پڑ جاتا ہے جسے ہٹا کر پیچھے کی طرف نہیں دیکھا جاسکتا اور دوسری طرف آخرت کی زندگی ہے جس کے رازیا نے سربستہ اب منکشف ہونگے۔

ان تینوں مثالوں میں جس پردے کا ذکر کیا گیا ہے وہ غیر مادی اور غیر مرئی ہے جو محض برائے گفتن پردے کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے کیونکہ پردہ بھی دو چیزوں کے درمیان ایک قسم کی رکاوٹ ہوتا ہے اور پیش کردہ مثالوں میں یہی رکاوٹ موجود ہے لہذا یہ کھنا کسی طرح درست نہیں کہ موجودہ زندگی اور آئندہ زندگی کے درمیان واقعی کوئی محسوس مقام حائل و حاجب ہے جس کا نام برزخ ہے۔ ذکر ایک ایسے غیر مرئی پردے کا ہو رہا ہے جس کا کوئی مادی وجود نہیں ہے بلکہ محض روک یا رکاوٹ بن جانے کی وجہ سے اسے تمثیلاً پردہ کہہ دیا گیا ہے پھر موت اور بعثت یوم القیامہ کے درمیان "رکاوٹ یا پردے" کے بجائے یہ "مقام اور عالم" کا ذکر کہاں سے آگیا؟ جس طرح کسی دریا کے تلخ و شیریں پانیوں کے درمیان کوئی عالم یا مقام حائل نہیں ہوتا بلکہ

محض ہڈی رکاوٹ حاصل ہوتی ہے جس کو تمثیلاً بات سمجھانے کی غرض سے پردہ کھس دیا گیا ہے بالکل اسی طرح مرنے کے بعد بعث بعد الموت تک درمیان میں کوئی شے از قبیل مکان و مقام حاصل نہیں ہے جس کو برزخ کے نام سے موسوم کر دیا جائے۔

اس کے بعد "نیند اور موت کی مشابہت" کے زیر عنوان فرماتے ہیں

"اب سوال یہ ہے کہ برزخ کے عالم میں کیا کیفیت ہوگی، اس کے سمجھنے کیلئے ایک مختصر سی تہید کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس مادی دنیا میں روحانی عالم کی باتوں کو سمجھنے کیلئے اپنی عجیب و غریب قدرت سے ایک چیز عنایت کی ہے جس کو ہم نیند کہتے ہیں، روح کو اپنے جسم سے دو قسم کا تعلق ہے، ایک ادراک و احساس کا اور دوسرے تدبیر و تغذیہ کا، نیند کا وہ عالم جس میں ہمارے تمام آلات ادراک و احساس اس دنیا سے بے خبر ہو کر اپنے گرد و پیش کی مادی دنیا سے یکسر بیگانہ بن جاتے ہیں تاہم ہمارے نفس یا روح کا تعلق ہمارے جسم سے باقی رہتا ہے اور وہ اس حالت میں بھی جسم کی مادی زندگی، نشوونما اور بقا کی تدبیر اور دل و دماغ اور دیگر اعضاء رینہ کی غذا رسانی اور خون کے دوران میں مصروف رہتی ہے، اسی کا نام روح کا جسم سے تدبیری تعلق ہے، اب نیند اور موت میں فرق ہے تو یہ ہے کہ نیند کی حالت میں جسم سے نفس کا تدبیری تعلق قائم رہتا ہے اس لئے جسم باقی اور زندہ رہتا ہے "لیکن موت کی حالت میں جسم سے روح کا تدبیری تعلق بھی منقطع ہو جاتا ہے اس لئے جسم کے اجزاء کچھ دنوں میں منتشر ہو جاتے ہیں "موت اور نیند کی یہی مشابہت ہے جس کی بناء پر تمام انسانوں کی زبانوں میں موت کو نیند سے تشبیہ دینے ہیں۔ قرآن پاک میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے وَ هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم بِاللَّيْلِ وَ يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِقَاضِيِ اَجَلٍ مُّسَمًّى (الانعام ۶۰) اور وہی ہے جو تم کو رات میں مارتا ہے اور جانتا ہے جو تم نے دن میں کیا، پھر تم کو دن میں جلاتا ہے تاکہ مقررہ وقت پورا کیا جائے "اس سے زیادہ تفصیل سورہ زمر میں ہے، اَللّٰهُ

يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا، فَيُمْسِكُ
الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى. إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (زمر ۴۲) "وہ اللہ ہی ہے جو رحوں کو ان
کی موت کے وقت وفات دیتا ہے، تو جس پر موت کا حکم اس نے جاری کیا اس کو روک
لیتا ہے اور دوسری روح کو جس پر موت کا حکم نہیں یعنی نیند والی کو ایک مدت معینہ
کے لئے چھوڑ دیتا ہے، بیشک اس میں سوچنے والوں کیلئے نشانیاں ہیں" (سیرت النبی
جلد چہارم ص ۳۳۱)

موت کی حالت میں جسم سے روح کا تدبیری تعلق ختم ہو جاتا ہے
اس لئے جسم کے اجزاء کچھ دنوں میں منتشر ہو کر فنا ہو جاتے ہیں

متذکرہ اقتباس میں علامہ فرما رہے ہیں کہ "موت کی حالت میں جسم سے روح کا
تدبیری تعلق بھی منقطع ہو جاتا ہے اس لئے جسم کے اجزاء کچھ دنوں میں منتشر ہو جاتے
ہیں" یعنی فنا ہو جاتے ہیں اور بعث یوم القیامت تک یہی حالت برقرار رہے گی تو ظاہر
ہے کہ انسانی جسم پر تو عملی تعذیب کا اجراء ہو نہیں سکے گا البتہ مزعومہ عالم برزخ میں
جس کا ہمارے نزدیک ایک تمثیلی انداز بیان کے سوا فی الحقیقت کوئی وجود نہیں ہے
مجرد روح کو عقوبت و عذاب کا تختہ مشق بنایا جائے گا در ان حالیکہ تمام حیثیتوں کا صدور
روح اور جسم کی ملی بگلت سے اعضاء و جوارح کے ذریعہ عمل میں آیا ہے مگر یہ سب تو
منتشر ہو کر فنا ہو جائیں گے اور صرف روح کو جو ترغیب و تخریب کی حد تک شریک
جرم رہی ہے ان سب کے بدلہ کی سزا بگلتی پڑیگی اور یہ تعذیب قیامت تک جاری
رہے گی پھر قیامت کے دن حساب کتاب کے بعد جسم اور اس کے اعضاء سزا بگلتے
میں آکر شریک ہونگے؟

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن پاک میں دوسری زندگی کیلئے اکثر بعثت کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی جگانے اور بیدار کرنے کے بھی ہیں"

نیز یہ کہ

"ان شواہد سے ظاہر ہے کہ برزخ کی زندگی جس میں روح جسم سے الگ ہوتی ہے روح کی ایک طویل و عمیق نیند کے مشابہ ہے" (ایضاً ۳۳۲)

جب برزخی زندگی "روح کی طویل و عمیق نیند کے مشابہ ہے" تو ایسی طویل اور گہری نیند میں عملِ تعذیب کے موثر ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اگر تعذیب کے زیر اثر نیند سے بیداری ہوتی ہے تو گہری نیند کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے جبکہ یہ طویل نیند صورتِ پھونکے جانے تک علیٰ حالہ برقرار رہے گی۔

موت کے بعد روح کی خدا کی طرف بازگشت

"موت کے بعد خدا کی طرف روح کی بازگشت" کے زیر عنوان سورہ جمعہ، سورہ بقرہ اور سورہ مائدہ کی آیات نمبر ۱، ۱۳ کے حوالہ کے ساتھ جن میں خدا کی طرف لوٹ جانے کا بیان ہے تحریر فرماتے ہیں:

"یہ طرز ادا بیسیوں آیتوں میں اختیار کیا گیا ہے، یہ بالکل بدیہی ہے کہ ہر رجوع و بازگشت کے مضموم میں ورود اور آمد داخل ہے، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام ارواح انسانی خدا کے یہاں سے اس جسم و قالب کی قید میں آئی ہیں اور موت کے وقت اس عناصر کی چہاردیواری سے نکل کر پھر ان کو وہیں واپس جانا ہے جہاں سے آئی تھیں"

(ایضاً ۳۳۰)

پھر سورہ یونس آیت نمبر ۳۱ کے متن و ترجمہ کے بعد لکھتے ہیں:

”اس میں دنیا کی زندگی کے بعد ہی خدا نے اپنی طرف واپس آجانے کی اطلاع دی ہے اور اہل تفسیر نے بھی اس رجوع الی اللہ سے موت ہی کے معنی سمجھائے ہیں“ (طبری ج ۱۱ ص ۶۴ مصر) (ایضاً ص ۳۴۰)

بر دو اقباسات کی خط زدہ عبارتوں سے ثابت ہو رہا ہے کہ موت کے معا بعد تمام انسانی ارواح جہاں سے آئی تھیں وہیں واپس لوٹ جائیں گی اور تمام اہل تفسیر نے بھی اس رجوع الی اللہ سے موت ہی کے معنی سمجھے ہیں ”تو اس صورت حال میں برزخی زندگی اور اس میں جزاء و سزا کا وقوع کیسے ہوگا؟ ارواح توقید جسمانی سے آزاد ہوتے ہی رجوع الی اللہ حاصل کر لیں گی۔ جس خدا نے رحمن و رحیم کی رحمت بے پایاں کا یہ عالم ہے کہ اس دنیا میں جو ایک گھر اس کے نام سے منسوب ہے جو بھی اس میں داخل ہوا امن پا گیا وَ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا تو کیا اس کے دامن رحمت میں پہنچ جانے کے بعد بھی بغیر حساب کئے ارواح انسانی کو عمل تعذیب سے گزارا جائیگا؟“

ایک قابل توجہ استدلال اور اس کا جواب

اس کے بعد سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۱ کے حوالہ سے جس کا حوالہ نمبر سو کتابت سے آیت نمبر ۱۳ درج ہو گیا ہے برزخی زندگی کا اثبات اس طرز پیش کیا گیا ہے۔ سُنْعَذِبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرْدُّونَ اِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ (توبہ) ”عَذَابٍ عَظِيمٍ“ سے ظاہر ہے دوزخ کا عذاب مراد ہے اب اس عذاب دوزخ سے پہلے عذاب کے دو دور ان پر گزر چکے ہونگے۔ ایک تو یہ دنیاوی عذاب ہے اور دوسرا موت کے بعد ہی ہو سکتا ہے“ (ایضاً ص ۳۴۲)

اول نظر میں اس استدلال میں بڑا وزن معلوم ہوتا ہے مگر جب ہم بے شمار قرآنی آیات کے حوالہ سے اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ قرآن کی نظر میں انسانی زندگی دو ہی صورتوں (دنیا و آخرت) کے گرد گھوم رہی ہے اور اس کا کوئی اور ٹھکانا نہیں ہے تو ہمیں متذکرہ "عذاب عظیم" سے پہلے جن منافقین کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے ان کی دنیوی زندگی ہی میں یہ تکرار عذاب دیئے جانے یا دو گونہ عذاب دیئے جانے کے واقعات کو تلاش کرنا ہوگا ورنہ اس آیت کا مضمون بے شمار قرآنی آیات اور ان کے مضامین کے معارض ثابت ہوگا جو درست نہیں ہو سکتا۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانی اپنے تفسیری حاشیے میں تحریر فرماتے ہیں:

"ابن عباس کی روایت کے موافق حضور ﷺ نے جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہو کر تقریباً ۳۶ آدمیوں کو نام بنام پکار کر فرمایا اُخْرِجْ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ "یعنی تو منافق ہے مسجد سے نکل جا" یہ رسوائی ایک قسم کا عذاب تھی یا پہلے اسی سورۃ میں گزرا کہ ان کے اموال و اولاد کو حق تعالیٰ نے ان کے حق میں عذاب بنا دیا (فَلَا تَعْجَبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَ لَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) یا ان میں کے بعض بھوک و غیرہ آفات ارضی و سماوی میں مبتلا ہو کر ذلت کی موت مرے یا اسلام کی ترقی و عروج کو دیکھ کر غیظ کھانا اور دانت پینا، یہ بھی ان کے حق میں سوبان روح تھا، میرے نزدیک یہ سب قسم کے عذاب "مرتین" کے احاطہ میں داخل ہیں اور دو کا عدد یا تو مطلق تعدد کیلئے ہے جیسے ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ میں اور یا دو بار سے مراد "نوعی اثنینیت" ہے۔ (تفسیری حاشیہ بر ترجمہ شیخ الحد مولانا محمود حسن ص ۱۶۲ مطبوعہ دارالتصنیف لپیٹھ کراچی)

علامہ عثمانی کی تصریحات سے منافقین کو ان کی دنیوی زندگی میں ذلت و رسوائی، ارضی و سماوی آفات، اموال و اولاد کی طرف سے پہنچنے والے رنج و الم اور مسلمانوں کے عروج و ترقی کے مظاہر و شواہد سے بار بار اذیت و عذاب میں مبتلا کیا گیا اور سب سے

بڑھ کر اپنے ناپاک منسوبوں کی پیسم ناکاسیوں کے باعث وہ جس احساس مرموی اور ذہنی
 پسپائی کی کیفیات سے بار بار دوچار ہوتے رہے، یہ صورت حال بر ظاہر ہی اور جسمانی
 اذیت و عذاب سے کہیں بڑھ کر ہے، لہذا یہاں "مرتین" کا لفظ مطلق تعدد کیلئے ہے
 جس طرح سورہ الملک میں "کرتین" کا لفظ اثنیت کے بجائے مطلق تعدد کیلئے آیا ہے
 یا پھر نوعی اثنیت مراد ہے یعنی قیامت کے عذاب عظیم سے پہلے انہیں اپنی دنیوی
 زندگی میں بھی دو قسم کے عذابوں (جسمانی و ذہنی) سے واسطہ پڑیگا۔

علامہ سید سلیمان ندوی نے عذاب قبر و برزخ کی تائید میں جو دوسری آیات
 قرآنی پیش کی ہیں ان تمام آیات کے بارے میں ہم بصراحت بیان کر چکے ہیں کہ
 انہیں متذکرہ عذاب سے صرف عذاب آخرت مراد ہے جسے عذاب برزخ پر محمول نہیں
 کیا جاسکتا۔ رہیں روایات تو ان کے بارے میں علامہ کا نقطہ نظر پہلے ہی ان کے مقالہ
 بعنوان "سنت" کے حوالہ سے پیش کیا جا چکا ہے جس کی رو سے "اخبار آحاد" یا
 "روایات مستفیض" کسی دینی عقیدہ کی بنیاد نہیں بن سکتیں۔

موت کے بعد معاً جنت یا دوزخ میں دخول کا تصور

اس کے بعد علامہ نے بعض آیات قرآنی کے حوالہ سے اہل جنت و دوزخ کو
 وقوع موت کے ساتھ ہی جنت یا دوزخ میں داخل ہونے کا پروانہ عطا فرمادیا ہے جس کا
 کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ یہ مرحلہ یوم الحساب کے بعد پیش آنے کا مشلا علامہ اپنے اس
 دعویٰ کی تائید میں یہ آیت پیش فرماتے ہیں **يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ**
أَرْجِعْنِي إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَةً فَادْخُلْنِي فِي عِبَادِي وَادْخُلْنِي
جَنَّتِي. (الفجر) "اے مطمئن روح اپنے پروردگار کے پاس چلی جا، تیرا پروردگار
 تجھ سے خوش اور تو اپنے پروردگار سے خوش، تو میرے بندوں میں شامل اور میری

بہشت میں داخل ہو جا" کی اس بشارت سے علامہ نے یہ مراد لی ہے کہ نیک رو میں مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائیں گی!

اس آیت کی تفسیر میں علامہ شبیر احمد عثمانی اپنے تفسیری حاشیے میں لکھتے ہیں کہ:

"پہلے مجرموں اور ظالموں کا حال بیان ہوا تھا اب اس کے مقابل ان لوگوں کا انجام بتاتے ہیں جن کے دل کو اللہ کے ذکر اور اسکی طاعت سے چین آرام ملتا ہے ان سے محشر میں کہا جائے گا کہ اے نفس آرمیدہ بہت جس محبوب حقیقی سے تو لو لگائے ہوئے تھا اب ہر قسم کے جھگڑوں سے اور خرخشوں سے یکسو ہو کر راضی خوشی اس کے مقام قرب کی طرف چل اور اس کے مخصوص بندوں کے زمرے میں شامل ہو، اس کی عالیشان جنت میں قیام کر، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کو موت کے وقت بھی یہ بشارت سنائی جاتی ہے"

(تفسیری حاشیہ از علامہ شبیر احمد عثمانی)

ہمیں موت کے وقت بشارت سے انکار نہیں کیونکہ اسی طرح منکرین کیلئے بوقت نزع ان کے انجام بد کی نذارات متعدد آیات قرآنی میں موجود ہیں، لیکن یہاں سوال بشارت و نذارت کا نہیں، اجراء عذاب کا ہے جو یقیناً وزن اعمال اور حساب و کتاب سے فراغت کے بعد ہی ہوگا۔

یہ محض مغالطہ ہے

ان آیات قرآنی کے حوالہ سے جنہیں علامہ ندوی نے بھی پیش کیا ہے اور اکثر علماء کرام بھی انہی آیات سے استناد و استدلال کرتے ہیں عام ذہنوں میں یہ مغالطہ پیدا

ہوتا ہے کہ قوفی روح کے عمل کے معا بعد جنت و دوزخ میں داخل ہونے یا ان کے عیش و آرام اور مصائب و آلام کے مناظر سے لطف اندوز اور منتقبض ہونے کے مواقع پیش آئیں گے؟ مگر یہ محض مغالطہ ہے جو انہی اذبان میں پیدا ہو سکتا ہے جو اخروی زندگی یا مرنے کے بعد کے عالم کو بھی دنیا کے ایام و ادوار کے عام پیمانے سے ناپتے اور حیات اخروی کے احوال و ظروف کو بھی اپنے ہی معیار پر پرکھتے ہیں حالانکہ ہر مرنے والے فرد کیلئے موت کے وقت سے قیامت برپا ہونے تک کے اعصار و ادوار خواہ لاکھوں برسوں پر محیط ہوں (ابھی آئندہ لگی تھی کہ کھل گئی) کے مطابق موس ہو گئے جس کی مثالیں ہم اصحاب کھف اور اللہ کے ایک برگزیدہ بندے کی صد بائہ اور ساہا سال کی حالت نوم اور سورہ یسین کی آیت **يَا وَيْلَتَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا** الخ "ہائے کھنٹی ہماری ہمیں کس نے جگا دیا ہماری قبر سے" کے حوالہ کے ساتھ پیش کر چکے ہیں کہ آیت متذکرہ میں منکرین پر اگر عذاب قبر جاری ہوتا تو وہ قیامت کے دن اپنی اس بیداری پر ہرگز افسوس نہ کرتے بلکہ خوش ہوتے کہ چلو عذاب قبر سے تو نجات مل گئی۔

لہذا جتنی آیات قرآنی سے بظاہر ایسا متبادر ہوتا ہے کہ موت کے وقت کی بشارت و نذارات پر (ہمارے اوقات و لمحات کے اعتبار سے) اسی وقت عمل شروع ہو جائیگا اور اس کا تعلق موت و قیامت کے درمیانی عرصے یعنی مرعومہ عالم برزخ سے ہوگا وہ شدید ترین مغالطے میں مبتلا ہیں کیونکہ مرنے والوں کیلئے بہ اعتبار اور اک و احساس موت اور قیامت کے درمیان کوئی درمیانی وقفہ موجود ہی نہیں ہوگا کیونکہ یہ فصل زمانی ہم زندوں کے اعتبار سے ہے مرنے والوں کیلئے کوئی فصل زمانی نہیں ہے، اس غیر زمانی وقفے کو زندگی کی دو مثالوں کے ذریعہ بڑی آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

ہم رات بھر سو کر گزارتے ہیں مگر جب بیدار ہوتے ہیں تو نیند کی حالت میں گزارا ہوا وقت کسی ٹھوس حقیقت کی شکل میں ہمارے سامنے یا ہماری گرفت میں نہیں ہوتا بلکہ محض اعتباری طور پر ہم یہ باور کر لیتے ہیں کہ گزشتہ رات ہم نے اتنے گھنٹے سو کر

گزارے ہیں اسی طرح دم واپس ایک مرنے والا انسان اپنی زندگی کے پورے عہد کو خواہ وہ صد سالہ زندگی پر محیط ہو کسی ٹھوس حقیقت کی صورت میں اپنے سامنے نہیں پاتا بلکہ محض فرضی اور اعتباری طور پر ہی یہ جانتا ہے کہ میں دنیوی زندگی کے سو سال گزار کر اس دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں، بس بوہوہی کیفیت مرنیکے بعد قیامت کے دن دوبارہ اٹھنے پر محسوس ہوگی کہ ہم کچھ دیر سو کر بیدار ہو رہے ہیں۔

اسی حقیقت کو سورہ روم کی آیت ۵۵، ۵۶ میں بیان کیا گیا ہے وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ، كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ. فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَالْكِتَابُ كُتِبَ لَاتَعْلَمُونَ "اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن مجرم قسم کھائیں گے کہ وہ ایک گھنٹی سے زیادہ نہیں رہے۔ اسی طرح وہ گمراہ کئے جاتے تھے اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا ہے کہ تم اللہ کے نوشتہ میں رہے قیامت کے دن تک سو یہ قیامت کا دن ہے۔ مگر تم نہیں جانتے" اسی بات کو مرزا سودا نے کیا خوب سمجھا اور بیان کیا ہے

سودا کی جو بالیں پر ہوا شورِ قیامت

خدا م ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

عالم برزخ کیلئے مثالی جسم کا تصور

علامہ سید سلیمان ندوی نے عذاب قبر و برزخ کے اثبات میں جو عقلی دلیل پیش کی ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ نیکی و بدی کا اصل محرک نفس انسانی ہوتا ہے جسم تو تابع محض ہے وہ جو کچھ بھی کرتا ہے نفس کی ترغیب پر کرتا ہے لہذا عالم برزخ میں اصل

سزا کا حقدار بھی نفس ہی کو ہونا چاہیے۔

اس نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہ مجرد روح کی تعذیب و تعقیب جسم کے بغیر کیے ممکن ہوگی انہوں نے ایک مثالی جسم کا تصور پیش کیا ہے اور مثال یہ پیش کی ہے کہ دنیوی زندگی میں جب ہم نیند کی حالت میں بستر پر دراز ہوتے ہیں تو یہ گوشت پوست کا جسم تو یہیں رہ جاتا ہے اور روح عنصری بھی نظام ہضم اور خون کی گردش کو جاری رکھنے کیلئے جسم میں موجود رہتی ہے مگر جو روح صاحب ادراک اور عقل و فہم کی مالک ہے وہ ایک مثالی جسم کے ساتھ خواب کے عالم میں ہمیں کہاں سے کہاں لئے پھرتی ہے؟ نئے نئے مقامات، کوہ و بیاباں بلکہ بعض اوقات ہم ایسے نادیدہ جہانوں کی سیر کرتے ہیں جن کا تعلق اس جہان آب و گل سے نہیں ہوتا اور اس عالم میں صاحب ادراک روح کے ساتھ جو مثالی جسم ہوتا ہے وہ ہمارے اصل جسم کی عین مشابہ ہوتا ہے، ان تمثیلات سے علامہ یہ سمجھانے کی کوشش فرماتے ہیں کہ جس طرح عالم خواب میں ہمیں ایک غیر مادی یا مثالی جسم مل جاتا ہے اسی طرح عالم برزخ میں بھی ایک مثالی جسم کے ساتھ جزاء و سزا کے معاملات بروئے عمل آسکتے ہیں۔

علامہ کے ان مرزومہ تصورات پر سب سے پہلا اعتراض یا اشکال تو یہی پیش کیا جاسکتا ہے کہ نیکی بدی کا صدور تو نفس اور مادی جسم کے اشتراک عمل سے ہوا ہے، لہذا عالم برزخ میں اگر کوئی سزا و جزا ملنی ہے تو ان دونوں کو ہی ملنی چاہیے غریب مثالی جسم سے کونسا قصور سرزد ہوا ہے کہ روح کے ساتھ اسکو خواہ مخواہ سزا دی جا رہی ہے؟ یہ تو وہی ہوا کہ کرے دارطسی والا اور پکڑا جائے جو بچھوں والا، کیونکہ علامہ خود یہ اعتراف فرما چکے ہیں کہ "انسان کا مادی جسم دفن ہونے کے کچھ عرصہ بعد گل سرٹ کر فنا ہو جاتا ہے" تو یہ صورت حال کس طرح قرین انصاف ہوگی کہ کسی جرم و معصیت کے ارتکاب پر شریک جرم مادی جسم تو عمل تعذیب سے بچا رہے اور جس مثالی پیکر نے سرے سے کسی جرم و معصیت کا ارتکاب ہی نہیں کیا اسے مفت میں سزا دی جائے اگر بالفرض مادی جسم کو

نفس و روح کا تابع قرار دیکر اسے کرنے کے اجر جتی قاتل کے طور پر بھی پیش کیا جاتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی نے جرم کا ارتکاب خواہ اپنے ارادے سے کیا ہو یا کسی کی ترغیب پر کیا ہو دونوں صورتوں میں جرم کرنے والا اپنے عمل سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ جرم تو بہر حال اسی سے سرزد ہوا ہے، دنیا کا کونسا قانون ہے جس میں اجر جتی قاتل کو سزا نہیں دی جاتی۔

جسم اگر محض آہ کار ہے تو جہنم کی جسمانی سزا کا کیا جواز
پیش کیا جائے گا

اور اگر مادی جسم کو بالکل ہی تابع مہمل قرار دیکر محض آہ قتل کی حیثیت دی جاتی ہے اور اس طرح برزخی زندگی میں عقوبت و سزا سے بچا لیا جاتا ہے تو قیامت کے بعد دخول جہنم کی حالت میں بے شمار قرآنی آیات سے جسمانی سزا کا جو ثبوت مل رہا ہے ان جسمانی سزاؤں کو کس طرح قرین انصاف قرار دیا جائے گا؟ مثلاً سورہ نساء آیت نمبر ۵۶ میں ہے **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصَلِّيهِمْ نَارًا. كَلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ** "بے شک جو منکر ہوئے ہماری آیتوں سے ان کو ہم ڈالیں گے آگ میں جس وقت جل جائیگی کھال ان کی تو ہم بدل دیں گے ان کو اور کھال تاکہ چکھتے رہیں عذاب" دخول جہنم کے بعد یہ سزا اسی جسم کو دی جارہی ہے بلکہ مسلسل دی جارہی ہے جو علامہ ندوی کے نزدیک بالکل بے قصور، تابع مہمل اور محض آہ قتل کے مانند ہے، پھر سورہ یونس کی آیت نمبر ۳ میں ارشاد ہے **وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ** "اور جو کافر ہوئے ان کو پینا ہے کھولتا پانی اور عذاب ہے دردناک اس لئے کہ کفر کرتے تھے" اسی طرح سورہ الحج آیات نمبر ۱۹، ۲۰، ۲۱

فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّن نَّارٍ، يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ
رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ وَ لَهُمْ
مَقَامِعٌ مِّنْ حَدِيدٍ سو جو منکر ہوئے ان کیلئے قطع کرتے ہیں کپڑے آگ کے،
ڈالتے ہیں ان کے سروں پر جلتا ہوا پانی، گل کر نکل جاتا ہے اس سے جو کچھ ان کے
پیٹ میں ہے اور کال بھی اور ان کے واسطے پتھورے ہیں لوہے کے "پھر سورہ والنسف
آیات نمبر ۶۶، ۶۷، ۶۸ میں دوزخیوں کی غذا شَجَرَةَ الرَّقُومِ سے دیئے جانے کے
بیان میں بتایا گیا ہے فَإِنَّهُمْ لَا يَكُلُونَ مِنْهَا فَمَا لَوْنٌ مِنْهَا الْبُطُونَ ثُمَّ
إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَا إِلَى الْجَحِيمِ
"سو وہ کھائیں گے اسمیں سے پھر بھریں گے اس سے پیٹ پھر ان کے واسطے اس
کے اوپر ملونی بے جلتے پانی کی، پھر ان کو پہنچانا آگ کے دھیر میں "اسی طرح سورہ الموسیٰ
آیت نمبر ۷۱، ۷۲ میں ارشاد ہو رہا ہے إِذَا الْأَعْلَىٰ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَ
السَّلْسِلِ يُسْحَبُونَ فِي الْحَمِيمِ، ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ جب
طوق پڑیں ان کی گردنوں میں اور زنجیریں بھی، گھسیٹے جائیں جلتے پانی میں، پھر آگ میں
ان کو جھونک دیں "نیز سورہ الواقعة آیات نمبر ۵۱ تا ۵۶ میں اہل جسم کے اکل و شرب
کا ذکر ان الفاظ میں کیا جا رہا ہے لَا يَكُلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُومٍ فَمَا لَوْنٌ
مِنْهَا الْبُطُونَ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ فَشَارِبُونَ شُرْبِ
الْهِيمِ هَذَا نَزَّلَهُمْ يَوْمَ الدِّينِ البتہ کھاو گے ایک درخت زقوم سے، پھر
بھرو گے اس سے پیٹ، پھر پسینے گے اسپر جلتا پانی، پھر پیو گے جیسے پسینے اونٹ تونے
ہونے، یہ مہمانی ہے ان کی انصاف کے دن "پھر سورہ الحاقہ آیات نمبر ۳۰ تا ۳۲ میں
دوزخیوں کی ذلت و رسوائی کا یہ نقشہ پیش کیا گیا ہے خَذُوهُ فَعْلُوهُ ثُمَّ
الْجَحِيمِ صَلْوُهُ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ
"اسکو پکڑو پھر طوق ڈالو، پھر اس کو آگ کے دھیر میں ڈالو، پھر ایک زنجیر میں جس کا

مجرد روح کی تعذب یا مثالی جسم کو عذاب دیئے جانے کے قائل حضرات سے سوال کیا جاسکتا ہے کہ قیامت کے دن منکرین کو (۱) آگ میں ڈالنے (۲) ان کی کھالوں کو بار بار جلانے (۳) کھولتا ہوا پانی پلانے (۴) آگ سے تراشا ہوا لباس پہنانے (۵) سروں پر ایسا کھولتا ہوا پانی ڈالنے جس سے آنتیں باہر نکل آئیں (۶) ان کے سروں پر لوہے کے بتھوڑے مارنے (۷) بطور غذا زقوم کا پھل کھلانے (۸) پھر آگ کے دھیرے میں ڈالنے (۹) گلوں میں طوق پہنانے (۱۰) پھر ان کو پکڑنے اور ستر ستر گز لمبی زنجیروں میں جکڑنے اور آگ کے دہکتے ہوئے اللو میں ڈالنے کی یہ تمام سزائیں مجرد روح اور کسی مثالی پیکر کو دی جارہی ہیں یا یہ تمام معاملات انسان کے حقیقی جسم و روح کے ساتھ پیش آرہے ہیں۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ روح و جسم دونوں کے ساتھ ہو رہا ہے اور از روئے انصاف ہونا بھی یہی چاہیے کہ جن دونوں کی ملی بنگت سے جرائم و معاصی کا صدور ہوا ہے ان دونوں ہی کو ایک ساتھ اور مساوی درجے کی سزا دی جائے مگر جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جسم تو محض آہ کار یا تابع مہمل شے ہے جرم و معصیت کی ترغیب دینے والا اصل مجرم تو نفس انسانی ہے انہیں غور کرنا چاہیے کہ پیش کردہ آیات کی رو سے سزا بھگتنے کے عمل میں اگرچہ مادی جسم کے ساتھ روح بھی شریک ہے مگر قرآن کی کسی ایک آیت میں بھی مجرد روح یا نفس سے خطاب نہیں ہے بلکہ مجسم انسان سے خطاب ہے (جو جسم و روح کے مجموعے کا نام ہے) کہ آؤ اور ان سزاؤں کو بھگتو اور سزا بھی محض روح کو نہیں بلکہ جسم و روح دونوں کو دی جارہی ہے بلکہ بظاہر نظر جسم ہی کو دی جارہی ہے اندر سے صورت جو حضرات یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر کتاب معاصی میں جسم تو محض تابع مہمل ہے جس نے جرم یا عمل معصیت نفس (روح) کی ترغیب پر کیا ہے وہ جسموں کو دی جانے والی ان سزاؤں کے جواز اور قرین انصاف ہونے کی کیا تاویل پیش کریں گے؟ کیونکہ ان تمام سزاؤں میں اگرچہ احساس اذیت کی حد تک روح بھی شریک ہے

مگر بظاہر نظر یہ ساری سزائیں بقول علامہ ندوی اس بے قصور جسم ہی کو دی جا رہی ہیں جس سے ہر عمل تقصیر نفس کی ترغیب و تلقین پر سرزد ہوا ہے۔

بعث بعد الموت پر آیات قرآنی سے مزید شواہد

منکرین حق جو زندگی بھر اسلامی تعلیمات کو جھٹلاتے رہے جب وہ دوزخ کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے تو کہیں گے **فَقَالُوا يَا لَيْتَنَا نُورِدُّ وَ لَا نَكْذِبُ** **بِآيَاتِ رَبِّنَا وَ نَكُونُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** (الانعام ۲۷) "پس کہیں گے اے کاش ہم پھر بھیج دیئے جائیں (دنیا میں) اور ہم نہ جھٹلائیں اپنے رب کی آیتوں کو اور ہم ہو جائیں ایمان والوں میں" حالانکہ یہ لوگ اب عذاب الہی کو آنکھوں سے دیکھ کر تو دنیا میں واپس جا کر اللہ کی آیتوں کو نہ جھٹلانے اور موسن ہونے کی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں مگر اس سے پہلے دنیوی زندگی میں دوبارہ زندہ کئے جانے پر قطعی یقین نہ رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے **وَ قَالُوا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ** (الانعام ۲۹) "اور کہتے ہیں ہمارے لئے زندگی نہیں مگر یہی دنیا کی (زندگی) اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہونا" مردہ زمین کو از سر نو حیات تازہ بخشنے اور خشک جملے ہوئے درختوں پر تر و تازہ پھل پیدا کرنے کی مثال کے ذریعہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے عمل کی تصدیق اس طرح کی جا رہی ہے **حَتَّىٰ اِذَا اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سَقْنَهُمْ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِنَّ الْمَاءَ فَاَخْرَجْنَا بِهِنَّ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ. كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ** (الاعراف ۵۷)

"یہاں تک کہ وہ ہوائیں جب اٹھالاتی ہیں بیماری بادلوں کو تو بانگ دیتے ہیں، ہم اس بادل کو ایک مردہ شہر کی طرف، پھر ہم اتارتے ہیں اس بادل سے پانی، پھر اس سے نکالتے ہیں سب طرح کے پھل، اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم غور کرو"

نیز الرعد کی یہ آیت ملاحظہ ہو۔

وَإِنْ تَعَجَّبَ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ۚ إِذَا كُنَّا تُرَابًا ۚ إِنَّا لَنَفِي خَلْقٍ
جَدِيدٍ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَلُ ۚ فَمِ
أَعْنَاقِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ (الرعد ۵)

"اور اگر تو (کوئی) عجب بات (سننا) چاہے تو عجب ہے ان کا (یہ) کہنا کہ کیا جب
ہو گئے ہم مٹی، کیا نئے سرے سے بنائے جائیں گے؟ وہی ہیں جو منکر ہو گئے اپنے رب
سے، اور وہی ہیں کہ طوق ہیں ان کی گردنوں میں اور وہ ہیں دوزخ والے، وہ اسی میں رہیں
گے ہمیشہ۔"

اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ منکرین کی طرف سے بعث بعد الموت اور خلق
جدید پر ان کی غیر یقینی کیفیت کو انتہائی تعجب کی بات قرار دے رہے ہیں کہ اس
سے عجب بات کیا ہوگی کہ جس نے اول بار کسی چیز کو پیدا کیا ہو وہ اسی شے کو دوبارہ
پیدا کرنے پر قادر نہ ہو، اسی آیت میں دوسرا یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ جب منکرین یہ
کہتے ہیں کہ "کیا جب ہم مٹی میں مل کر خود بھی مٹی ہو جائیں گے تو ہم پھر نئے سرے
سے بنائے جائیں گے" تو حق تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ "نہیں
تم مٹی میں مل کر فنا نہیں ہو گے بلکہ تم تو اپنی (برزخی) قبروں میں صحیح سلامت رہو گے
اور نکیرین کی طرف سے کئے گئے سوالوں کے جواب بھی دو گے؟ بلکہ یہاں ان کے اس
اعتراض کو درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا گیا بلکہ یہ کہہ کر بات ختم کر دی گئی کہ یہ لوگ
منکرین حق ہیں اس کی پاداش میں طوق در گلو ہیں اور یہ لوگ جنسی ہیں جن کا مستقل
ٹھکانہ بھی یہی ہے چونکہ منکرین کے اس لغو و بیہودہ اعتراض کا جواب متعدد بار مردہ
زمین کو دوبارہ نئی زندگی دینے کی مثال سے دیا جا چکا ہے اس لئے یہاں اس کے اعادہ کی
چند اہم ضرورت بھی نہیں تھی۔ لیکن حق تعالیٰ نے یہاں بھی اور دیگر متعدد آیات میں
کسی ایک جگہ بھی مرنے کے بعد مٹی میں مل کر فنا ہونے کے خیال کی تردید نہیں فرمائی

بلکہ ہر مقام پر خلق جدید ہی پر اصرار فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے بعد فنا کا عمل یقینی طور پر جاری ہوگا اور قیامت کے دن تمام مردوں کو از سر نو زندگی دی جائیگی۔ پھر سورہ بنی اسرائیل میں اس اعتراض کا جواب بھی دیدیا گیا کہ **أَوْ لَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّارْتِيَابِ فِيهِ (۹۹)** "کیا نہیں دیکھ چکے کہ جس اللہ نے بنائے آسمان اور زمین وہ بنا سکتا ہے ایسوں کو اور مقرر کر دیا ہے ان کے واسطے بلاشبہ ایک وقت" یہ جواب بھی منکرین کے اسی اعتراض کے جواب میں دیا گیا ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ کیا جب ہماری ہڈیاں تک چور چور ہو جائیں گی تو ہم دوبارہ از سر نو بنا کر اٹھائے جائیں گے"۔ (بنی اسرائیل ۹۹)

عذابِ آخرت

خلق جدید اور اس کے بعد عذابِ آخرت کے موضوع پر ایک دو نہیں بے شمار قرآنی آیات پیش کی جاسکتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی تیسری زندگی (برزخ و قبر) میں عملِ تعذیب کا سرے سے کوئی تصور ہی نہیں۔ جو بھی عذاب یا جزا و سزا ہوگی وہ قیامت کے دن وزن اعمال اور حساب و کتاب سے فراغت کے بعد ہوگی اور اسی دن کی نسبت سے حق تعالیٰ نے اپنے آپ کو **مَلْعُوفٌ** یوم الدین یعنی انصاف کے دن کا مالک فرمایا ہے، اگر کسی ذہن میں کوئی شبہ اب بھی باقی رہ گیا ہے تو وہ آخر کتاب میں آیات قرآنی کا مطالعہ فرمائیں۔

سمجھنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ دنیا و آخرت کے عذاب و ثواب اور جزا و سزا کے بارے میں قرآن پاک کی ایک دو نہیں صدا آیات موجود ہیں جن میں بار بار اس ایک مضمون ہی کو دہرایا گیا ہے۔ اگر کسی درمیانی زندگی میں بھی عذاب و ثواب کی

کوئی حقیقت ہوتی تو کیا اس کا تذکرہ نہ کیا جاتا؟ تو جس بات کو قرآن کریم میں کہیں اشارتاً بھی نہیں ذکر کیا گیا اس کو محض چند ضعیف و موضوع یا اخبار احاد و مستفیض روایات کی بنا پر دینی عقیدہ قرار دے لینا (۱) اور اس کو کھینچ تان کر قرآنی آیات سے زبردستی ثابت کرنے کی کوشش کرنا کیا ضروری ہے؟ پھر جن محدودے چند قرآنی آیات سے استناد و استشاد کی ناکام کوشش کی گئی ہے ہم ان کے بارے میں بصراحت بیان کر چکے ہیں کہ ان آیات میں جس عمل تعذیب کا ذکر ہے اسکا برزخی زندگی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ سب کی سب اخروی زندگی ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔

برزخ اور برزخی زندگی کے بارے میں قرآنی آیات کے حوالہ سے ان کے عدم اثبات کے جو دلائل ہم نے پیش کئے ہیں، علامہ اسلم جیراچپوری نے بھی اپنی کتاب "تعلیمات قرآنی" میں "عالم برزخ" کے عنوان کے تحت قرآن ہی سے ان کی حرف بحرف تائید کی ہے جسے ہم ان کی کتاب سے نقل کر رہے ہیں تاکہ قارئین علامہ مرحوم کے تائیدی دلائل کو خود ان کی تحریر میں مطالعہ کر سکیں۔

عالم برزخ

برزخ فارسی لفظ پرودہ ہے جس کے معنی آڑے ہیں۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۚ ۲۳/۱۰۰

"یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب

(۱) بقول علامہ سید سلیمان ندوی بن پر اصولاً کسی دینی عقیدہ کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔

مجھے واپس بھیج دے تاکہ جو کچھ میں چھوڑ آیا ہوں اس میں اچھے کام کروں برگز نہیں، یہ تو ایک بات ہے جس کو وہ کھے گا۔ اور انکے آگے جس دن تک وہ اٹھائے جائیں گے برزخ ہے۔"

عالم برزخ عالم موات ہے جس میں کسی قسم کا شعور اور احساس نہیں
 وَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَآ يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَ هُمْ يُخْلَقُونَ
 . ۱۶/۲ . اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَ مَا يَشْعُرُونَ اَيَّانَ يَبْعَثُونَ ۱۶/۲۱ .

اور جن کو وہ اللہ کے ماسوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں، اور (اتنی بھی) خبر نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

مردے سنتے نہیں ہیں

وَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۳۵/۱۳ . اِنْ تَدْعُوهُمْ لَآ يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَ لَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۳۵/۱۳ . اِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ اَمْثَالِكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۴/۱۹۳ . اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَبْتَاطُونَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يَبْصُرُونَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اُذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۴/۱۹۵ . اِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَ الْمَوْتَى يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ اِلَيْهِ

يَرْجِعُونَ ۶/۳۶. فَإِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَىٰ ۳۰/۵۲. وَ مَا أَنْتَ
بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۳۵/۲۲.

”اور اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں، اگر تم ان کو پکارو گے تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے، اور جو سنتے بھی تو جواب نہ دیتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے۔“ 35/14 وہ لوگ جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو تمہارے ہی جیسے بندے ہیں، ان کو پکارو، اگر تم سچے ہو تو وہ تمہاری فریاد کو پہنچیں، ۱۹۳ لے کیا ان کے پاؤں میں جن سے وہ چلتے ہیں، یا ان کے ہاتھ میں جن سے وہ پکڑتے ہیں، یا ان کی آنکھیں میں جن سے وہ دیکھتے ہیں، یا ان کے کان میں جن سے وہ سنتے ہیں۔ ۱۹۵ لے جواب تو وہی دیتے ہیں جو سنتے ہیں اور مردے سوا اللہ ان کو اٹھانے گا اور وہ اسی کی طرف پٹائے جائیں گے۔ ۶/۳۶ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا۔ ۳۰/۵۲ اور تو ان کو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں۔“ ۳۵/۲۲

مردے غافل ہیں ان کو کسی بات کی خبر نہیں

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۳۱/۵. وَ إِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَ كَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۳۶/۶.

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَ شُرَكَاءُكُمْ فَزَلْنَاهُمْ بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَائِهِمْ مَا كُنْتُمْ إِلَّا نَا تَعْبُدُونَ ۱۰/۲۸.

فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لِغَافِلِينَ

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ أَعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَ
 كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ
 الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۵/۱۱۷

"اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتا ہے جو قیامت کے دن
 تک بھی اس کو جواب نہیں دینے کے اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں " ۵/۱۱۷ اور
 جب لوگ اٹھائے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے
 انکار کر دیں گے " ۶/۳۶

"اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے تو مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور جن کو
 تم نے (ہمارا) شریک بنایا ہے اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرا جاؤ۔ پھر ہم ان کے تعلق کو توڑ
 دیں گے اور انکے شرکاء کہیں گے تم تو ہم کو نہیں پوجتے تھے۔ ہمارے اور تمہارے
 درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے کہ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ ۱۰/۲۸۔

۱۰/۲۹

"(عیسیٰ نے جواب میں کہا) کہ میں نے ان سے نہیں کہا مگر وہی جس کا تو نے مجھ کو حکم
 دیا تھا کہ تم اللہ کو پوجو جو میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے اور میں ان کے اوپر گواہ تھا
 جب تک کہ ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو خود ان کے اوپر نگران تھا
 اور تو ہر شے پر نگران ہے " ۵/۱۱۷

حیات شہداء (مقتولین فی سبیل اللہ)

شہیدوں کو جان نکلنے کے ساتھ ہی حیات اخروی مل جاتی ہے اور وہ برزخ میں

نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ اپنے رب کی حضوری (عند ربہم) میں رہتے ہیں جہاں ان کو روزی ملتی ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۚ ۳۱/۶۹

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مقتول ہوئے انکو مردہ نہ خیال کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور روزی پاتے ہیں۔

یہ حضوری شہیدوں کے سوا اور کسی کو نصیب نہیں۔ (۱)

ایک شہید کا واقعہ

سورہ یسین کے دوسرے رکوع میں اللہ نے ان رسولوں کا قصہ بیان فرمایا ہے جو ایک بستی میں ہدایت کیلئے بھیجے گئے تھے۔ بستی والوں نے ان کو جھٹلایا اور سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔ یہ سن کر اسی بستی کے ایک شخص نے جو حق پسند تھار رسولوں کی حمایت میں تقرر کرنی شروع کی، اور کہا کہ ان کی سچائی تو اسی سے ظاہر ہے کہ تم سے کسی اجر کے طالب نہیں ہیں، اس لئے ان کی بات مانو۔ ساتھ ہی اس نے اپنے ایمان کا بھی اعلان کیا۔ اِنِّجِ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاَسْمَعُوْنَ ۳۶/۳۵ میں نے شک تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں تم سن رکھو۔ اس کی قوم نے یہ سنتے ہی اس کو قتل

(۱) یہ حقیقت بھی غور کے قابل ہے کہ انتقال کے بعد شہداء کی حیات کی قرآن تفسیر کرتا ہے کہ وہ زندہ ہیں مردہ نہیں ہیں مگر انبیاء کرام کی حیات برزخ کے متعلق جتنا درجہ شہداء سے کم ہیں اعلیٰ و افضل سے بالکل خاموش ہے بلکہ سب سے بڑے نبی کے متعلق یہ ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ثُمَّ اَنْتُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ بیشک تو بھی مرنے والا ہے اور یہ کفار بھی مرنے والے ہیں پھر قیامت کے دن تم اپنے رب کی حضوری میں جگڑا پیش کرو گے۔

کر ڈالا۔ اللہ فرماتا ہے۔

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ (۱) قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ۳۶/۲۶. بِمَا
غَفَرْتُ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ۳۶/۳۵. وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى
قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ۳۶/۲۸.
إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَامِدُونَ ۳۶/۲۹.

اس سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو۔ بولا کہ کاش میری قوم جانتی کہ میرے رب
نے مجھ کو بخش دیا اور نوازے ہوئے لوگوں میں شامل کیا اور ہم نے اس کے بعد اس کی
قوم پر آسمان سے کوئی فوج نہیں اتاری اور نہ ہم اتارا کرتے ہیں۔ وہ تو بس ایک چیخ
ہوئی اور سب کے سب ٹھنڈے ہو گئے۔

شہیدوں کو مردہ کھنے کی بھی ممانعت ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ
لَا تَشْعُرُونَ ۲/۱۵۳

”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم کو پتہ نہیں
ہے۔“

موت اور قیامت میں فصل زمانی نہیں ہے

زمانہ ایک اعتباری شے ہے، مردوں کیلئے نہ احساس ہے نہ زمانہ، اس لئے موت
اور قیامت کی سرحدیں بالکل ملی ہوئی ہیں جو مر گیا اس کی قیامت آگئی۔ چنانچہ کافر

(۱) جنت کے لفظ سے عندہ ربم کی تفسیر ہو جاتی ہے جو آیت ۳/۱۶۹ میں ہے۔

جب قبروں سے اٹھائے جائیں گے گھبرا کر کھٹنے لگیں گے۔ يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا
 مِنْ مَرْقَدِنَا ۚ ۱۰۳۶/۵۲۔ اے ہماری گھبنتی کس نے ہم کو ہماری خواب گاہ سے
 اٹھادیا؟ یعنی وہ ابھی تک اپنے آپ کو اپنی خواب گاہ ہی میں سمجھ رہے ہیں جہاں مرض
 الموت میں موت کی نیند میں سوئے تھے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَسُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ
 بَيْنَهُمْ ۚ ۱۰۳۵۔ كَانَتْهُمْ يَوْمَ يَرُونَ مَا يُوْعَدُونَ لَمْ يَلْبَسُوا إِلَّا سَاعَةً
 مِنْ نَهَارٍ ۚ ۳۶/۳۵۔

"اور جس دن اللہ ان کو جمع کرے گا وہ خیال کریں گے کہ دن کی ایک گھڑی سے زیادہ
 نہیں رہے آپس میں پہچانتے ہوں گے" ۱۰/۳۵۔ "جس دن دیکھ لیں گے اس (قیامت)
 کو جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو انکو ایسا معلوم ہوگا کہ وہ نہیں رہے مگر دن کی ایک
 گھڑی"۔ ۳۶/۳۵۔

ہر م بھی یہی کہیں گے اور قسم کھا کر کہیں گے۔

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ
 كَذَلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ۚ ۳۰/۵۵۔ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْ
 الْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي (۱) كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ. فَهَذَا يَوْمٌ

(۱) بَعَثَ فِي كِتَابِ اللَّهِ سے مراد عالم برزخ کی مدت ہے جس کی بابت دن کی ایک گھڑی سے
 زیادہ لوگ گمان کریں گے اور بَعَثَ فِي الْأَرْضِ سے مراد حیات کی مدت ہے اس کا بھی قیامت کے
 دن سوال ہوگا اس کو کوئی ایک دن کہے گا کوئی اس سے بھی کم اور کوئی دس دن خیال کرے گا۔ قَالَ
 كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ ۱۱/۲۳ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۲۳
 ۱۱/۱ "اللہ پوچھے گا زمین میں کتنے سال رہے تم۔ لوگ کہیں گے ایک دن یا اس سے بھی کم۔"
 يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ۱۰۳۲/۲۰ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ
 يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيفَةً إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا يَوْمًا ۱۰۳۲/۲۰ "وہ آپس میں چپکے چپکے کہیں گے تم

”اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن مجرم قسم کھائیں گے کہ وہ ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے اسی طرح وہ گمراہ کئے جاتے تھے اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا ہے کہیں گے کہ تم اللہ کے نوشتہ میں رہے قیامت کے دن تک سو یہ قیامت کا دن ہے مگر تم نہیں جانتے تھے۔“

عذاب و ثواب برزخ

جمہور مسلمان عذاب و ثواب برزخ کے قائل ہیں اور حدیثوں کے علاوہ مندرجہ ذیل آیات سے اس کا ثبوت پیش کرتے ہیں (۱)۔

نہیں رہے مگر دس دن ہم بہتر جانتے ہیں جو وہ کہیں گے ان میں جو سب سے زیادہ صحیح راہ پر ہو گا وہ کھے گا کہ تم نہیں رہے مگر ایک دن۔“

(۱) چونکہ اس سے پہلے قرآنی آیات سے تین باتیں ثابت ہو چکی ہیں۔ (۱) انسان کیلئے دو ہی زندگیاں ہیں اور دو ہی موتیں، پہلی زندگی یہ دنیاوی زندگی ہے اور دوسری زندگی حشر کے دن ملے گی قبر میں زندگی نہیں۔ (۲) عالم برزخ عالم مات ہے جس میں نہ کسی قسم کا شعور ہے نہ حیات کا کوئی ثابہ (۳) مردوں کو چونکہ احساس نہیں ہے اس لئے ان پر زنا نہ بھی نہیں گزرتا ان کی موت کا دن ہی گویا ان کی قیامت کا دن ہے۔ اس لیے بعض لوگ عذاب و ثواب قبر کے قائل نہیں۔ آیات جو اس کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں ان کے نزدیک عذاب و ثواب آخرت سے متعلق ہیں نہ کہ برزخ سے چنانچہ پہلی آیت ۳۲/۱۶ میں دار آخرت کی تصریح موجود ہے۔ وَ لَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَ لَنَعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ جَنَّتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ كَذَلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُم الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اذْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۳۰/۱۶، ۳۱، ۳۲ اور بیشک آخرت کا گھر بہتر ہے اور کیا اچھا گھر ہے پر ریز گاروں کے رہنے کے باغات میں وہ داخل ہوں گے جن کے بچے نہریں جاری ہیں ان میں جو کچھ وہ چاہیں گے ان کے لیے ہے اسی طرح اللہ پر ریز گاروں کو بدلہ دے گا جن کو فرشتے اس حالت میں وفات دیتے ہیں جبکہ وہ پاک ہوتے ہیں اور کہتے ہیں سلامتی جو تم پر اپنے اعمال کے بدلہ میں جنت میں داخل ہو

الَّذِينَ تَتَوَفَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۱۶/۳۲

جن کو فرشتے اس حالت میں وفات دیتے ہیں کہ وہ (گناہوں سے) پاک ہوتے ہیں۔ ان سے کہتے ہیں کہ سلامتی ہو تمہارے اوپر تم جنت میں داخل ہو ان کاموں کے عوض میں جو تم کرتے تھے۔

سورہ زمر میں قیامت کے دن کے فیصلہ کے بعد پرہیزگاروں کے اسی ثواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ وَرِسْقِ
الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاؤَهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ
خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۲۲/۳۶ "اور وہ جو اپنے رب سے ڈرنے
تھے جنت کی طرف گروہ در گروہ لائے جائیں گے یہاں تک کہ وہ جب اس کے پاس پہنچیں گے تو اس کے
دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جنت کے پاسبان ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو تم پاک ہوئے
اس میں جا کر سد ارجو" اسی طرح دوسری آیت ۳۶/۳۰ بھی عالم اخروی کے عذاب کے متعلق ہے کیونکہ
کفار جن میں آل فرعون بھی ہیں ان کی پیشی آگ پر قیامت ہی میں ہوگی۔ وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ
كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَرَأَيْتُمْ كَيْفَ يَحْيَتُكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا ۲۰/۴۶ "اور جس دن کفار آگ
پر پیش کئے جائیں گے ان سے کہا جائیگا کہ تم اپنی لذتیں اپنی دنیاوی زندگی میں اٹھاپکے "سورہ ہود میں
تصریح ہے کہ آل فرعون قیامت کے ہی دن آگ میں داخل ہوں گے۔ يُقَدِّمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ ۹۸/۱۱ "فرعون اپنی قوم کے آگے آئے گا قیامت کے دن اور ان کو آگ میں
اتارے گا" تیسری آیت ۹۳/۶ کے ایوم کے لفظ سے نکالا گیا ہے کہ آج یعنی موت کے دن تم کو
سزا ملے گی۔ مگر جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ برزخ غیر زمانی ہے اور موت و حیات میں فصل نہیں تو یہ ایوم
بعینہ قیامت کا دن سے چنانچہ خود اسی آیت میں "اول مرة" کا لفظ ظاہر کر دیتا ہے کہ یہ پرش دوسری
زندگی میں ہوگی علاوہ بریں دوسری آیت جس میں انہی ظالموں کی اسی سزا کا ذکر ہے اس میں قیامت کی
تصریح ہے ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِبُهُمْ وَ يَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَشَاقِقُونَ
فِيهِمْ قَالَ الَّذِينَ اتَّوُوا الْعِلْمَ إِنَّ الْآخِرَىٰ الْيَوْمَ وَ السَّوْءُ عَلَى الْكَافِرِينَ الَّذِينَ
تَتَوَفَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ ۲۸، ۲۷/۱۶ "پھر اللہ ان کو قیامت کے دن رسوا کرے
گا اور پوچھے گا کہ میرے وہ شرکاء کہاں ہیں جن کے بارے میں تم مخالفت کرتے تھے جن کو علم دیا گیا
ہے وہ کہیں گے کہ آج کے دن رسوائی اور برائی ان کافروں پر ہے جسکی جانیں فرشتوں نے اس حالت میں
قبض کی ہیں جبکہ وہ ان پر ظلم کر رہے تھے۔"

وَ حَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۚ ۱۰۲/۴۰

اور آل فرعون کو برے عذاب آگ نے گھیر لیا جس پر وہ صبح اور شام پیش کیے جاتے ہیں اور قیامت کے دن (کہا جائیگا کہ) آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمْرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرَجُوا أَنفُسَكُمْ الْيَوْمَ تُجْرُونَ عَذَابِ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ۱۹۳/۶
 ۶. وَ لَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَ تَرَكْتُمْ مَا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ وَ مَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءَ ۖ ۱۹۴/۶

”اور کاش تو دیکھتا جب یہ ظالم موت کی بیہوشی میں ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے (کہتے ہیں) کہ اپنی جانیں نکالو آج کے دن تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس لئے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولتے تھے اور اس کی آیتوں سے اکرٹتے تھے اور تم ہمارے پاس اکیلے آئے جیسا کہ ہم نے تمکو پہلی بار پیدا کیا تھا، اور جو کچھ ہم نے تمکو دیا تھا اس کو پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمہارے ساتھ ان سفارشچیوں کو نہیں دیکھتے جنکی نسبت تمہارا زعم تھا کہ وہ تمہارے امور میں ہمارے شریک ہیں۔“

بقاء روح بعد از موت

خود مرنے والوں کے لئے برزخ اگرچہ غیر زمانی ہے لیکن زندوں کے نزدیک تو وہ ایک زمانہ دراز تک ہے، کیا اس زمانہ میں روح باقی رہتی ہے۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا
 أَيْدِيهِمْ أَخْرَجُوا أَنفُسَكُمْ ۖ ۶/۹۳

"اور کاش تو دیکھتا جب یہ ظالم موت کے سبکرات میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے
 ہوئے ہیں کہ اپنی جانیں نکال دو۔"

جان ایک شے ہے جو نکالی جاتی ہے اور پھر حشر کے دن جسم میں ڈالی جائے
 گی۔ وَ إِذَا النُّفُوسُ رُوِّجَتْ ۖ ۱۸۱/۱ اور جب جانوں کا (جسموں سے) جوڑا اٹلایا
 جائے گا۔ لیکن اس کے بقاء کی کیفیت اور تفصیل اب تک قرآن سے سمجھ میں نہیں
 آسکی ہے۔

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا
 فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ
 مُّسَمًّى ۚ ۳۹/۴۲

"اللہ جانوں کو موت کے وقت قبض کر لیتا ہے اور جس کی موت نہیں آئی ہے اسکو
 نیند میں سو جکے اوپر موت کا فیصلہ کر چکا ہے اسکو روک لیتا ہے اور دوسری کو ایک مدت
 معینہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔"

یہی ایک آیت ہے جس سے بقائے روح ثابت کی گئی ہے۔ لیکن ابھی ایک
 اہم سوال باقی ہے کہ کیا نفس اور روح دونوں ایک ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ارواح عالم
 امر سے ہیں جن کے متعلق زیادہ علم نہیں دیا گیا ہے۔ قرآن میں صرف یہ بتایا گیا ہے
 کہ مرنے کے بعد انکا علم اللہ کے نوشتہ میں ہے۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ۚ ۲۰/۱۵۱ . قَالَ عَلَّمَهَا رَبِّي فِي
 كِتَابٍ ۚ ۲۰/۱۵۲ . لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ ۚ ۳۰/۱۵۶ .

فرعون نے کہا کہ اگلی نسلوں کا کیا حال ہے۔ ۲۰/۵۱ موسیٰ نے کہا کہ اِنکا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے۔ ۲۰/۵۲ تم اللہ کے نوشتہ میں ربے قیامت تک۔ ۱۵۶

۳۰

گنگاروں کا اندراج سجین میں اور نیکو کاروں کا اندراج علیین میں ہوتا ہے۔

كَلَّا اِنَّ كِتَابَ الْفَجَّارِ لَفِي سَجِّينٍ ۸۳/۷ . وَ مَا اَدْرَاكَ مَا سَجِّينٌ ۸۳/۸ . كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۸۳/۹ .

سنو! بدکاروں کا اندراج سجین میں ہے اور تم کیا سمجھے کہ سجین کیا ہے۔ ایک لکھی ہوئی کتاب۔

كَلَّا اِنَّ كِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِي عَلِيِّنَ ۸۳/۱۸ . وَ مَا اَدْرَاكَ مَا عَلِيُّونَ ۸۳/۱۹ . كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۸۳/۲۰ . يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ۸۳/۲۱ .

سنو! نیکو کاروں کا اندراج علیین میں ہے اور تم کیا سمجھے کہ علیین کیا ہے۔ ایک لکھی ہوئی کتاب جس پر مقرب (فرشتے) تعینات ہیں۔

علامات ساعت

پہلی بار جب صور پھونکا جائے گا تو دنیا کے سارے جاندار مرجائیں گے پھر جب دوبارہ پھونکا جائے گا تو کل مردے اٹھ کھڑے ہونگے ان دونوں میں فرق کرنے کے لئے نفع صور اول کا نام ساعت اور دوم کا قیامت رکھ لیا گیا ہے۔

(تعلیمات قرآن از علامہ اسلم جیراچوری ص ۱۹۱ تا ص ۱۹۷)

دنیا و آخرت کی دو زندگیوں دو موتوں، بعث بعد الموت، خلق جدید پر منکرین کے اعتراضات اور ان کے جوابات، برزخی زندگی کے عدم اثبات، عذاب دنیا و آخرت کے بیان، یوم حساب یعنی قیامت کے دن جزاء و سزا کے فیصلے کا اعلان اور آخرت میں عذاب اکبر و اشد کے حوالہ سے جو بے شمار آیات قرآنی پیش کی گئی ہیں ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی برزخی زندگی اور اس میں جزاء و سزا یا عذاب و ثواب کا کوئی بعید ترین اشارہ بھی نہیں ہے، سورہ ابراہیم کی جس آیت سے عذاب قبر کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے تو یہ کوشش بھی پیش کردہ دلائل کے بعد پادر ہوا ثابت ہو چکی ہے۔

دنیا و آخرت کے عذاب کے سلسلے میں جتنی آیات قرآنی پیش کی گئی ہیں ان سے کہیں زیادہ تعداد میں مزید آیات پیش کی جا سکتی ہیں (۱)، ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کی کسی بھی آیت سے عذاب قبر و برزخ کا اثبات ممکن نہیں ہے۔

خلق جدید کا عملی مظاہرہ اللہ کے ایک برگزیدہ بندہ کے واقعے میں سامنے آچکا ہے جس میں تین مختلف صورتیں پیش کی گئی ہیں، (۱) ان کے گدھے پر فناء کھلی طاری کر دی گئی وہ باطل خاک کا دھیر بن گیا، پھر اس کے مردہ ڈھانچے پر دوبارہ گوشت و پوست جڑھایا گیا اور وہ آن کی آن میں صحیح و سالم ہو کر کھڑا ہو گیا۔ (۲) کھانے اور پانی پر فصائی تعمیرات یا موسمی تبدیلیوں کا مطلق اثر نہیں ہوا، یہ دونوں چیزیں جنوں کی توں اپنی اصل حالت پر برقرار رہیں۔ (۳) اللہ کے اس بندہ پر جسمانی سلامتی کے ساتھ صد سالہ موت جھل نوم یا صد سالہ کیفیت نوم بصورت موت طاری رہی، اور وہ بھی زندہ سلامت اٹھ کھڑے ہوئے، غرض اس طرح حق تعالیٰ نے دکھا دیا کہ اس کیلئے ان میں سے

(۱) جبکہ کسی دعویٰ کی صداقت ثابت کرنے کیلئے قرآن کریم کی ایک آیت کا حوالہ بھی کافی ہوتا ہے۔

کوئی ایک بات بھی ناممکن یا مشکل نہیں ہے، وہ بغیر تغذیہ کے زندہ رکھ سکتا ہے اور فناء کلی کے بعد دوبارہ پہلی سی زندگی دینے پر بھی قادر ہے و ہو علی کل شیء قدیر۔

قرآن کریم کی جامع ترین دعاء (رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) (البقرہ) "اے رب ہمارے دے ہم کو خوبی دنیا میں اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے" پر ہی غور کر لیا جائے تو یہ حقیقت سمجھ میں آجاتی ہے کہ انسانی اعمال کی جزاء و سزا کیسے دنیا و آخرت کے دو ہی مقام معین میں کیونکہ انسانی زندگی بھی انسی دو دائروں کے گرد گھوم رہی ہے، لہذا جن مقامات سے انسانی زندگی کا تعلق ہے انسی دو عالموں میں اسے اچھے برے حالات سے گزارا جائیگا جب کسی تیسرے عالم کا وجود ہی نہیں تو اس میں جزاء و سزا کا تصور بھی بے معنی ہے۔ اس لئے اس دعا میں بھی دنیا و آخرت ہی کے حسنات کو طلب کیا گیا ہے اور عذاب جہنم سے بچنے کی درخواست پیش کی گئی ہے اگر دنیوی زندگی کے بعد عذاب جہنم کے علاوہ کوئی دوسرا عذاب بھی ہوتا تو اس سے بچنے کی درخواست اس جامع دعاء میں ضرور پیش کی جاتی۔

قبر میں نکیرین سے سوال و جواب کے سلسلے میں کہا جاتا ہے کہ مردے کو قبر میں دفن کرنے کے بعد جو نبی اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور تدفین کا عمل مکمل ہو جاتا ہے تو دو فرشتے (نکیرین) مرنے والے سے اس کے دین و ایمان کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کا رونے مبارک دکھا کر پوچھتے ہیں کہ بتاؤ یہ کون شخص ہیں؟

یوم الحساب سے پیشتر اس سوال و جواب کو قرآن کی کسی نسیں قطعی کی تائید کے بغیر باور نہیں کیا جاسکتا کہ تدفین کے بعد اجسام میں روح لوٹا دی جائیگی؟ جہاں تک نکیرین کے سوال و جواب کی مبینہ روایات کا تعلق ہے تو بے شمار آیات قرآنی کے

مقابلے میں (جن میں سے کسی ایک آیت میں اس بات کا کوئی خفیف سا اشارہ بھی نہیں) ان اخبار احاد یا روایات مستفیض کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ قرآن کریم کی صدا آیات سے یہی ثابت ہے کہ مرنے کے بعد قیامت تک سب انسانوں پر (باستثناء شہداء) فناء کلی طاری رہے گی اور قیامت کے دن ان سب کو دوبارہ زندہ کیا جائیگا۔ جب کہ سورہ العنکبوت کی آیات نمبر ۱۹، ۲۰ میں ارشاد ہے **أَوْ لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ** "کیا دیکھتے نہیں کیسے شروع کرتا ہے اللہ پیدائش کو، پھر اس کو دہرائیگا" اور یہ آیت **فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ** "پھر دیکھو کیسے شروع کیا پیدائش کو پھر اللہ اٹھائے گا آخری اٹھانا" یہاں **ثُمَّ يُعِيدُهُ** "پھر اس کو (یعنی عمل تخلیق کو) دہرائیگا" اور اگلی آیت میں **ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ** "پھر اللہ اٹھائے گا آخری اٹھانا" کے فقرات واضح طور پر بتا رہے ہیں کہ قیامت کے دن خلق جدید اور دوبارہ اٹھانے جانے کا عمل از سر نو دہرایا جائیگا اور اس سے پیشتر سب پر فناء کلی طاری ہوگی، اسی طرح سورہ یسین میں **قَالُوا يُؤْتِلْنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا** "ہائے بدبخشی ہماری کس نے اٹھادیا ہمیں ہماری خوابگاہ سے" منکرین کا یہ قول ظاہر کر رہا ہے کہ وہ اپنی قبروں میں موت کی گھری نیند سونے تھے اور کسی عذاب قبر میں مبتلا نہ تھے ورنہ دوبارہ زندگی ملنے پر خوش ہونے کے بجائے افسوس کا اظہار ہرگز نہ کرتے۔

اعصار و ادوار کے اعتبار سے مرنے والے پر خواہ کتنی مدت گزر جائے مگر جب قیامت کے دن وہ دوبارہ زندہ ہوگا تو یہی محسوس کریگا گویا **أَبْرَأَ نِينْدَ سَ بِيْدَارِ بَوَا بَ بَ جِيَا كَ سَوْرَه رُوْم كِي آيَاتِ نَمْبَر ۵۵، ۵۶ مِي بِيَان كِيَا كِيَا بَ۔**

موت یا توفناء کلی کی صورت میں ہوگی یا جسم فنا ہو جائیگا اور روح بحکم الہی جہاں سے آئی تھی وہیں لوٹ جائیگی، **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ** سے بھی یہی متبادر ہوتا ہے اور پھر قیامت کے دن دوبارہ خلق کئے ہوئے جسم میں داخل ہو جائیگی تاکہ جسم و

روح دونوں حساب کتاب، وزن اعمال اور جوابدہی کے مراحل سے گذر کر اپنے دائمی مسقر جنت و دوزخ میں سے کسی ایک مقام پر پہنچ جائیں، درمیانی عرصے یعنی موت سے قیامت تک کے زمانے میں مجرد روح کیلئے کسی علیین و سبحین کے مقامات کی ضرورت نہیں کیونکہ اگر روح امر الہی ہے جو نہ مادہ ہے نہ جوہر ہے نہ عرض تو کسی غیر مادی اور غیر مرنی حقیقت غیر مدد کہ کیلئے کوئی محسوس و مشاہدہ مقام تلاش کرنا محض دور کی کورٹی لانا ہے اور علیین و سبحین بھی کسی مقام کا نام نہیں بلکہ یہ دو دفتر ہیں جن میں نیک و بد انسانوں کے اعمال نامے محفوظ ہونگے جیسا کہ سورہ التطفیف کے حوالہ سے گزر چکا ہے، اسی طرح عالم برزخ بھی کوئی معین مقام نہیں ہے بلکہ ماوراء مشاہدہ و نظر جو بھی ہے وہ برزخ ہے، شہداء کیلئے موت کے بعد زندگی کا اثبات مستثبات میں سے ہے جو قرآن سے ثابت ہے اور کوئی استثناء مقررہ قواعد و ضوابط کی نفی نہیں کرتا۔

دینی عقائد کے بارے میں علامہ سید سلیمان ندوی اور امام اہل سنت علامہ عبد الشکور لکھنوی کی تصریحات کے حوالہ سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ اخبار اجاد یا روایات مستفیض کی بنیاد پر کوئی عقیدہ قائم نہیں کیا جاسکتا اور روایات متواترہ کا ہر چند ایک کے حقیقتاً کوئی وجود نہیں ہے، جن روایات کو روایات متواترہ کا نام دیا جاتا ہے وہ فی الحقیقت روایات مستفیض ہیں جن کے راویوں کی کثرت عہد صحابہؓ کے بعد ہوئی ہے لہذا اس مزعومہ عقیدے کے بارے میں جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ یا تو اخبار اجاد میں یا زیادہ سے زیادہ روایات مستفیض ہیں جو کسی حال میں بھی کسی دینی عقیدے کی بنیاد نہیں بن سکتیں، پھر لاتعداد قرآنی آیات اور ان میں بیان کردہ تصریحات کی موجودگی میں آیات قرآنی سے معارض روایات خواہ کسی درجے کی ہوں قابل قبول نہیں ہو سکتیں۔

هذا ما رأيته و الله اعلم بالصواب

نگہ بازگشت

(۱) مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ "مالک روز جزا کا" (سورہ فاتحہ) (فیصلہ قیامت کے دن اس کے بعد جزا و سزا)

(۲) كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَ كُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ، ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ "کس طرح کافر ہوتے ہو خدا تعالیٰ سے حالانکہ تم بے جان تھے۔ پھر جلایا تم کو پھر مارے گا تم کو پھر جلانے گا تم کو، پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے" (صرف دو زندگیاں صرف دو موتیں، برزخ میں زندگی نہیں)

(۳) أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ، فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ. وَ مَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (البقرہ ۸۵) "تو کیا مانتے ہو بعض کتاب کو اور نہیں مانتے بعض کو سو کوئی سزا نہیں اس کی جو تم میں یہ کام کرتا ہے، مگر رسوائی دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہنچانے جاویں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کاموں سے" (کتاب اللہ کے بعض حصہ کے کفر کرنیوالوں کیلئے دنیا کی رسوائی اور آخرت میں سخت عذاب برزخ میں نہیں)

(۴) وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذَكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَ سَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ. لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (البقرہ ۱۱۳) "اور اس سے بڑا ظالم کون جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں کہ لیا جاوے

وہاں اس کا نام اور کوشش کی اس کے اجاڑنے میں ایسوں کو الائن نہیں کہ داخل ہوں اس میں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے" (مساجد کی توہین اور لوگوں کو ان سے روکنے والوں کیلئے بھی صرف دنیا اور آخرت کے عذاب کی وعید)

(۵) اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ (البقرة ۱۶۶) "جبکہ ہزار ہوں جو اسی کے ہیں وہ کہ جن کی پیروی کی تھی ان سے کہ جو ان کے پیرو ہوئے تھے اور دیکھیں گے عذاب اور منقطع ہو جائیں گے ان کے سب علاقے" (کافر قیامت کو عذاب دیکھیں گے)

(۶) وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرة ۲۰۱) "اور کوئی ان میں کہتا ہے اے ہمارے رب دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے" (قرآن میں کہیں بھی عذاب قبر یا عذاب برزخ سے پناہ نہیں مانگی گئی)

(۷) وَ مَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرة ۲۱۷) "اور جو کوئی پھر سے تم میں سے اپنے دین سے پھر مر جاوے حالت کفر میں ہی تو ایسوں کے صنائع ہوئے عمل دنیا اور آخرت میں اور وہ لوگ رہنے والے ہیں دوزخ میں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے" (یہ آیت کا کثرتاً ہے پہلے حرام مہینہ میں قتال پھر مسجد حرام سے روکنا اور وہاں سے مسلمانوں کا اخراج۔ اللہ سے کفر اور فتنہ فساد کا ذکر فرمایا پھر ارشاد ہوا کہ جو کوئی مرتد ہو اور مر جائے تو ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت برباد ہوگی۔ برزخ نہیں)

(۸) اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاءَهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ، هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرة ۲۵۷)

"اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف اور جو لوگ کافر ہوئے ان کے رفیق ہیں شیطان نکالتے ان کو روشنی سے اندھیروں کی طرف، یہی لوگ میں دوزخ میں رہنے والے وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے" (کافر طاغوت کے ساتھی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے یہاں بھی برزخ یا قبر کی سزا کا ذکر نہیں)

(۹) قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتْغَلِبُونَ وَتَحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ (آل عمران ۱۲) ہمہ دے کافروں کو کہ اب تم مغلوب ہو گے اور ہانکے جاؤ گے دوزخ کی طرف اور کیا برا ٹھکانا ہے (کافروں کیلئے صرف دنیا اور جہنم کی سزا تیسری کسی جگہ نہ جزا نہ سزا)

(۱۰) إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقِّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (آل عمران ۲۱) أُولَئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ مَا لَهُمْ مِنْ نَصْرٍ (آل عمران ۲۲) "جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کے حکموں کا اور قتل کرتے ہیں انبیاء کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان کو جو حکم کرتے ہیں انصاف کا لوگوں میں سے سو خوش خبری سناؤ ان کو دردناک عذاب کی یہی ہیں جن کی محنت ضائع ہوئی دنیا اور آخرت میں کوئی نہیں ان کا مددگار" (صالحین اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کرنے والے بدترین کافروں کیلئے بھی صرف دنیا اور آخرت کا عذاب)

(۱۱) فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأَعَذِبْنَاهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ مَا لَهُمْ مِنْ نَصْرٍ (آل عمران ۵۶) "سو وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کو عذاب کروں گا سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار"

انفار کے لئے صرف دنیا اور آخرت کا عذاب، آخر قرآن عذاب برزخ کا ذکر کیوں نہیں کرتا؟)

(۱۲) وَ مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ، وَ هُوَ فِي الْأَخِرَةِ مِنَ الْخُسْرَيْنِ (آل عمران ۸۵) اور جو کوئی چاہے سوا دین اسلام کے اور کوئی دین سوا اس سے برگز قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں خراب ہے " (تارک اسلام بھی آخرت میں خاسر برزخ میں نہیں)

(۱۳) يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَ تَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (آل عمران ۶-۱۰) "جس دن کہ سفید ہوں گے بعض منہ اور سیاہ ہوں گے بعض منہ سو وہ لوگ کہ سیاہ ہوئے منہ ان کے ان سے کہا جائے گا کیا تم کافر ہو گئے ایمان لا کر اب چکھو عذاب بدلہ اس کفر کرنے کا" (پچھلی آیت میں تفرقہ سے منع کیا ہے پھر ساتھ ہی تفرقہ بازوں کو قیامت کے دن سے جہنم کی سزا سنائی جا رہی ہے یہاں بھی قیامت سے پہلے کسی قسم کے عذاب کا اشارہ تک نہیں)

(۱۴) كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُجِرَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَ مَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (آل عمران ۱۸۵) "برجی کو چکھنی ہے موت اور تم کو پورے بدلے ملیں گے قیامت کے دن پھر جو کوئی دور کیا گیا دوزخ سے اور داخل کیا گیا جنت میں تو اس کا کام بن گیا اور نہیں زندگانی دنیا کی مگر پونجی دھوکے کی" (یہاں بھی دنیا کی زندگی کو متاع غرور کہہ کر یوم جزا قیامت کو کہا گیا ہے مطلب واضح ہے)

(۱۵) وَ مَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ يَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَ لَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ (النساء ۱۴) "اور جو کوئی نافرمانی کرے

اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نکل جاوے اس کی حدوں سے ڈالے گا اس کو آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے" (اللہ اور رسول کے نافرمان ہمیشہ کی آگ میں یعنی جہنم میں۔ قبر میں عذاب ہوتا تو عارضی ہوتا، قرآن کریم صرف قیامت کے دن سے منقطع نہ ہونے والے عذاب کا ذکر کرتا ہے۔)

(۱۶) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰتِيْنَا سَوْفَ نُنْصِلِيْهِمْ نَارًا، كَلِمًا نَّصَبَتْ جُلُوْدَهُمْ بَدَلْنَهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (النساء ۵۶) "بیشک جو منکر ہوئے ہمازی آیتوں سے ان کو ہم ڈالیں گے آگ میں جس وقت جل جائیگی کھال ان کی تو ہم بدل دیں گے ان کو اور کھال تاکہ چمکتے رہیں عذاب بیشک اللہ ہے زبردست حکمت والا" (یہ نص قطعی ہے کہ عذاب کیلئے جسم اور کھال کا ہونا ضروری ہے تاہم عذاب برزخ سوچیں روح کی کھال نہیں ہوتی)

(۱۷) اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَّيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُقْتَلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تَقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ جَزَاؤُا فِى الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (مائدہ ۳۳) "یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں ملک میں فساد کرنے کو کہ قتل کیا جائے ان کو یا سولی چڑھائے جاویں یا کاٹے جاویں ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے یا دور کر دیئے جائیں اس جگہ سے یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور آخرت میں بڑا عذاب ہے" (اللہ اور رسول کے باغیوں کو بھی دنیا میں بدترین سزا اور آخرت میں سخت ترین عذاب یہاں بھی کسی تیسری جگہ عذاب کا ذکر نہیں)

(۱۸) وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمِعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمْعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخِرِيْنَ، لَمْ يَأْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ

هَذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتُوهُ فَاخْذُرُوا. وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهُ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا. أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يُطَهِّرْ قُلُوبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (مائده ۴۱) اور وہ جو یہودی ہیں جاسوسی کرتے ہیں جھوٹ بولنے کیلئے وہ جاسوس ہیں دوسری جماعت کے جو توجہ تک نہیں آنے بدل ڈالتے ہیں بات کو اسکا ٹھکانہ چھوڑ کر کہتے ہیں اگر یہ حکم تم کو ملے تو قبول کر لینا اور اگر یہ حکم نہ ملے تو بچتے رہنا اور جس کو اللہ نے گمراہ کرنا چاہا سو تو اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتا اللہ کے ہاں یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے نہ چاہا کہ دل پاک کرے ان کے ان کو دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے (منافقین اور یہودی کی شرارتوں کے بیان میں بتلایا کہ ان کی شرارتوں سے غم نہ کریں ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے یعنی صرف دو جگہ)

(۱۹) وَ قَالُوا إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ (الانعام ۲۹) وَ لَوْ تَرَى إِذْ وَقَفُوا عَلَى رَبِّهِمْ قَالَ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ، قَالُوا بَلَى وَ رَبَّنَا قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (الانعام ۳۰) اور کہتے ہیں ہمارے لیے زندگی نہیں مگر یہی دنیا کی اور ہم کو پھر نہیں زندہ ہونا اور کاش کہ تو دیکھے جس وقت وہ کھڑے کیے جاویں گے اپنے رب کے سامنے فرمائے گا کیا یہ سچ نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم اپنے رب کی فرمائے گا تو چکو عذاب بدلے میں اپنے کفر کے (منکرین بعث بعد الموت کو قبر یا برزخ کی بجائے حشر کی پیشی سے ڈرایا جا رہا ہے)

(۲۰) وَ يَوْمَ يُحْشَرُهُمْ جَمِيعًا يُمَعَشَرُ الْجِنَّ قَدِ اسْتَكْبَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ وَ قَالَ أُولِيَائِهِمْ مِنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَ بَلَّغْنَا آجَلَنَا الَّذِي أَجَلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَلِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ (الانعام ۱۲۸) اور جس دن جمع

کرے گا ان سب کو فرمائے گا اے جماعت جنات کی تم نے بہت کچھ تاج کر لیے اپنے آدمیوں میں سے اور کہیں گے اگلے دوستدار آدمیوں میں سے اے ہمارے رب کام نکالا ہم نے ایک دوسرے سے اور ہم پہنچے اپنے اس وعدے کو جو تو نے ہمارے لیے مقرر کیا تھا فرمائے گا اگلے بے گھر تمہارا بارا کرو گے مگر جب تک چاہے اللہ البتہ تیرا رب حکم والا خبردار ہے (جنات سے تعلقات بنانے والے انسانوں اور خود جنات کو قیامت کے دن سے عذاب)

(۲۱) وَ الَّذِينَ كَذَبُوا بَايَاتِنَا وَ لِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْرُونَ اِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الاعراف ۱۳۷) "اور جنہوں نے جھوٹ جانا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو برباد جو نہیں ان کی محنتیں وہی بدلہ پائیں گے جو کچھ عمل کرتے تھے" (اللہ کی آیات کا انکار اور آخرت کی ملاقات کا کفر سبب عذاب ہے کیا کہیں کفار نے قبر و برزخ پر بھی اعتراض کیا)

(۲۲) وَ عَدَّ اللَّهُ الْمُنْفِقِينَ وَ الْمُنْفِقَاتِ وَ الْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَ لَعْنَهُمُ اللَّهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ (براءۃ ۶۸) "وعدہ دیا ہے اللہ نے منافق مرد اور منافق عورتوں کو اور کافروں کو دوزخ کی آگ کا پڑے رہیں گے اس میں وہی بس ہے ان کو اور اللہ نے ان کو پھٹکار دیا اور ان کے لئے عذاب ہے برقرار رہنے والا (اس آیت پر علامہ شبیر احمد عثمانی کا حاشیہ یوں ہے "یعنی یہ ایسی کافی سزا ہے جس کے بعد دوسری سزا کی ضرورت نہیں)

(۲۳) وَ الَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَ تَرَهَّقُهُمْ ذِلَّةٌ مَّا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ كَانَمَا اُغْشِيَتْ وُجُوهُهُمْ قِطْعًا مِنَ اللَّيْلِ مُظْلِمًا. اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (یونس ۲۷) "اور جنہوں نے کمائی برائیاں بدلے برائی کا اس کے برابر اور ڈھانک لے گی ان کو رسوائی کوئی نہیں اس کو اللہ سے بچانے والا گویا کہ ڈھانک دیئے گئے ان کے چہرے

اندھیری رات کے ٹکڑوں سے۔ وہ یہی دوزخ والے وہ اسی میں رہا کریں گے (یہاں گنہ گاروں کا حال بیان کیا گیا اور ان کو بھی ہمیشہ کے عذاب جہنم کی وعید سنائی دیکھ لیں قرآن برزخ یا قبر کے عذاب کا ہمیں بھی تذکرہ نہیں کرتا)

(۲۴) قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ (یونس ۵۰) اَتَمَّ إِذَا مَا وَقَعَ أَمْنْتُمْ بِهِ النَّاسُ وَ قَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ (یونس ۵۱) ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ (یونس ۵۲) "تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر آتے تھے تم پر اسکا عذاب راتوں رات یا دن کو تو کیا کر لیں گے اس سے پہلے گنہ گار۔ کیا پھر جب عذاب واقع ہو چکے گا تو اس پر یقین کرو گے۔ اب قائل ہوئے اور تم اس کا تقاضہ کرتے تھے۔ پھر کہیں گے گنہ گاروں کو چکھتے رہو عذاب ہمیشگی کا۔ وہی بدلہ ملتا ہے جو کچھ کھاتے تھے (کتنی صراحت ہے کہ مرنے وقت عذاب کے بعد پھر عذاب آخرت میں ہی ہے کیونکہ ہمیشگی کا لفظ برزخ یا قبر کے عذاب کی جڑھی کاٹ دیتا ہے)

(۲۵) وَ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَ كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوكُمْ آبَكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَ لَئِنْ قُلْتُمْ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ (ہود ۷) "اور وہی ہے جس نے بنائے زمین آسمان چھ دن میں اور تھا اس کا تخت پانی پر تاکہ آزمائے تم کو کون تم میں اچھا کام کرتا ہے اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے کھلا ہوا (قرآن میں سینکڑوں جگہ دوبارہ زندہ ہونے کی صراحت ہے برزخ یا قبر میں زندگی کی کتنی جگہ نشاندہی ہے؟)

(۲۶) إِنْ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادُونَ لَمَقَّتْ اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ

أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ (المؤمن ۱۰) قَالُوا
 رَبَّنَا آمَنَّا أَتَيْنَا أَتَيْنَا وَأَحْيَيْتَنَا أَتَيْنَا فَأَعْرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى
 خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ (المؤمن ۱۱) جو لوگ منکر میں ان کو پکار کر کہیں گے اللہ
 بیزار ہوتا تھا۔ زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تم کو بلائے
 تھے یقین لانے کو پھر تم منکر ہوتے تھے بولیں گے اے رب ہمارے تو موت دے
 چکا ہم کو دو بار اور زندگی دے چکا دو بار اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے پھر اب بھی
 بے نکلنے کو کوئی راہ" (اس پر شاہ عبد القادر کا حاشیہ ہے "پہلے مٹی تھے یا نطفہ تو مردے
 ہی تھے پھر جان پڑھی تو زندہ ہوئے پھر مرے پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے یہ میرا دو
 موتیں اور دو حیاتیں" ثابت ہوا برزخ یا قبر میں تیسری زندگی نہیں)

(۲۷) إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا أَنَّهُ يَبْدُوُ الْخَلْقَ ثُمَّ
 يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ
 كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ
 (یونس ۴) "اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا
 کرتا ہے اول بار پھر دوبارہ کرے گا اس کو تاکہ بدلہ دے ان کو جو ایمان لائے تھے اور
 کیے تھے کام نیک انصاف کے ساتھ اور جو کافر ہوئے ان کو پینا ہے کھولتا پانی اور
 عذاب ہے دردناک اس لیے کہ کفر کرتے تھے" (دوبارہ پیدائش کا ذکر اس لیے کیا کہ بدلہ
 دیا جائے یعنی کافر قیامت کو دوبارہ پیدا ہوں گے اور پھر پیدا ہونے کے بعد انہیں
 دردناک سزا ملے گی۔ کیا سمجھے؟)

(۲۸) يُقَدِّمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ. وَبِئْسَ الْوَرْدُ
 الْمُرُودُ (ہود ۹۸) وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ لَعْنَةً وَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِئْسَ
 الرَّفْدُ الْمَرْفُودُ (ہود ۹۹) "آگے ہو گا اپنی قوم کے قیامت کے دن پھر
 پہنچائے گا ان کو آگ پر اور برا گھاٹ ہے جس پر پہنچے۔ اور پیچھے سے ملتی رہی اس جہان

میں لعنت اور دن قیامت کے بھی برا انعام ہے جو ان کو ملا" (قالملین عذاب برزخ کی سب سے بڑی دلیل ہے" لیکن دیکھیں قرآن نے بتلادیا کہ فرعون اور اس کی قوم قیامت لو اں میں جا سکی آیت ۹۹ میں تو وضاحت بھی کر دی ہے کہ دنیا میں ملن پر لعنت ہوتی رہی اور آخرت میں بھی لعنت ہوگی یعنی صرف دو جگہ۔ برزخ یا قبر کا عذاب یا لعنت ان کے لیے بھی نہیں۔ تشریح مزید سورہ نازعات آیت ۲۵ میں)

(۲۹) أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ. أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ يَبْظَاهِرُ مِنَ الْقَوْلِ، بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرَهُمْ وَ صَدُّوا عَنِ السَّبِيلِ وَ مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَ لَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ، وَ مَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ (الرعد ۳۳، ۳۴)

"بجلاجو لیے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر جو کچھ اس نے کیا ہے اور مقرر کرتے ہیں اللہ کیلئے شریک کہ ان کا نام گویا اللہ کو بتلاتے موجود نہیں جانتا زمین میں یا کرتے ہو اوپر ہی اوپر باتیں یہ نہیں بلکہ جملے سوجا دیئے ہیں منکروں کو ان کے فریب اور روک دیئے گئے ہیں راہ سے اور جن کو گمراہ کرے اللہ سو کوئی نہیں اس کو راہ بتلانے والا ان کو مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی مار تو بہت ہی سخت ہے اور کوئی نہیں ان کو اللہ سے بچانے والا (یہاں بھی مشرکین کیلئے سزا کا بیان ہے کہ انہیں دنیا میں بھی مار پڑتی ہے موحدین کے ہاتھوں قوانین الہی کے تحت اور آخرت میں تو بہت سخت سزا ملیگی درمیانی زندگی کا یہاں بھی ذکر نہیں)

(۳۰) اللَّهُ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَ مَا فِي الْأَرْضِ وَ وِجِلٌ لِّلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ (ابراہیم ۲) الَّذِينَ يَسْتَحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَىٰ الْآخِرَةِ وَ يُصَدُّونَ عَنِ سَبِيلِ اللَّهِ وَ يَبْغُونَهَا عِوَجًا،

أُولَئِكَ فِي صَلِّ بَعِيدٍ (ابراہیم ۳) "اللہ کہ جس کا ہے جو کچھ کہ موجود ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور مصیبت ہے کافروں کو ایک سخت عذاب سے جو کہ پسند رکھتے ہیں زندگی دنیا کی آخرت سے اور روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور تلاش کرتے ہیں اس میں کجی وہ راستہ بھول کر جا پڑے ہیں دور" (شہیر احمد عثمانی لکھتے ہیں "یعنی جو لوگ ایسی کتاب نازل ہونے کے بعد کفر و شرک اور جہالت و ضلالت کی اندھیری سے نہ نکلے ان کو سخت عذاب اور بلاکت خیز مصیبت کا سامنا ہے آخرت میں یا دنیا میں بھی)

(۳۱) يَثْبُتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ، وَ يُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ. وَ يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (ابراہیم ۲۴) "مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا اللہ جو چاہے" (یعنی اہل ایمان بھی صرف دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوں گے)

(۳۲) وَ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَآيَخْلُقُونَ شَيْئًا وَ هُمْ يُخْلَقُونَ (النحل ۲۵) أَمْوَاتٌ غَيْرِ أَحْيَاءٍ، وَ مَا يَشْعُرُونَ، أَيَّانَ يَبْعَثُونَ (النحل ۲۱) "اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے کچھ پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں، مردے ہیں جن میں جان نہیں اور وہ خود نہیں جانتے کب اٹھائے جائیں گے (برزخ میں زندگی نہیں)

(۳۳) وَ إِنْ تَعَجَّبَ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءِ إِذَا كُنَّا تَرَابًا ءِ إِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ، أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ وَ أُولَئِكَ الْأَغْلَىٰ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ، هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (الرعد ۵) "اور اگر تو عجیب بات چاہے تو عجب ہے ان کا کہنا کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی کیانے سرے سے بنائے جائیں گے وہی ہیں جو منکر ہو گئے اپنے رب سے اور وہی ہیں کہ طوق ہیں ابھی

گردنوں میں اور وہیں دوزخ والے وہ اسی میں رہیں گے برابر (شرکین کو خلق جدید پر حیرانی بھی تھی اور انکار بھی قرآن ہی بات مختلف اسالیب سے انہیں سمجھا رہا ہے قبر یا برزخ کی زندگی نہ انہیں بتلائی گئی نہ انہوں نے کہیں انکار و اعتراض کیا)

(۳۴) الَّذِينَ تَتَوَفَّوهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْقَوْا السَّلَامَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ بَلَى إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (النحل ۲۸) فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِيدِينَ فِيهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ (النحل ۲۹) "جن کی جان نکالتے ہیں فرشتے اور وہ برا کر رہے ہیں اپنے حق میں تب ظاہر کریں گے انہی اطاعت کہ ہم تو کرتے نہ تھے کچھ برائی کیوں نہیں اللہ خوب جانتا ہے جو تم کرتے تھے سو داخل ہو دو دروازوں میں دوزخ کے رہا کرو سدا اسی میں سو کیا برا ٹھکانہ ہے غرور کرنیوالوں کا" (مرتے وقت جنسی کو وعید سنادی جاتی ہے پس نکیرین کا قبر میں دوبارہ آنا بدابتاً غلط ہوا۔ واضح رہے فرشتے وعید جسم سنا رہے ہیں وعید عذاب برزخ نہیں)

(۳۵) وَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ، لَآيْبَعَثُ اللَّهُ مِنْ يَمُوتُ. بَلَى وَعَدَا عَلَيْهِ حَقًّا وَ لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (النحل ۳۸) لَيَبِينَ لَهُمُ الَّذِي يُخْتَلِفُونَ فِيهِ وَ لَيَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كُذِّبِينَ (النحل ۳۹) "اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی سنت قسمیں کہ نہ اٹھائے گا اللہ جو کوئی مر جائے کیوں نہیں وعدہ ہو چکا ہے اس پر پکا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اٹھائے گا تا کہ ظاہر کر دے ان پر جس بات میں کہ جھگڑتے ہیں اور تا کہ معلوم کر لیں کافر کہ وہ جھوٹے تھے" (دوبارہ جی اٹھنے کے انکار کے جواب میں انہیں بتلایا کہ ان کے اس کفر کا فیصلہ قیامت کو ہو گا اور وہ جھوٹے ہی قیامت کو ثابت ہوں گے)

(۳۶) وَ كُلَّ إِنْسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَ نُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا (بنی اسرائیل ۱۳) اِقْرَأْ كِتَابَكَ،

كُفِيَ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِبًا (بنی اسرائیل ۱۴) اور جو آدمی بے گدای ہم نے اسکی بڑی قسمت اسکی گردن سے اور نکال دکھائیں گے اسکو قیامت کے دن ایک کتاب کہ دیکھے گا اس کو کھلی ہوئی پڑھ لے کتاب اپنی تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا (قیامت کے دن کافر کو اس کا نامہ اعمال دکھا کر عذاب شروع کیا جائیگا)

(۳۷) وَ قَالُوا ءِذَا كُنَّا عِظَامًا وَ رُفَاتًا ءِ اِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا (بنی اسرائیل ۴۹) قُلْ كُونُوا حِجَارَةً اَوْ حَدِيدًا (بنی اسرائیل ۵۰) اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِى صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِى فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ اِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَ يَقُولُونَ مَتَى هُوَ قُلْ عَسَى اَنْ يَكُوْنَ قَرِيْبًا (بنی اسرائیل ۵۱)

اور کہتے ہیں کیا ہم ہو جائیں ہڈیاں اور چورا چورا پھراٹھیں گے نئے بن کر تو کہہ تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا یا کوئی خلقت جس کو مشکل سمجھو اپنے جی میں پھر اب کہیں گے کون لوٹا کر لائیگا ہم کو کہہ جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار پھر اب مٹائیں گے تیری طرف اپنے سر اور کہیں گے یہ کب ہوگا تو کہہ شاید نزدیک ہی ہوگا (یہاں بھی کفار دوبارہ بعثت پر معترض ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اسی بات کو منوانے کیلئے زور دے رہے ہیں نبی ﷺ کی زبانی یہاں موقع تھا کہ فوراً عذاب قبر کی وعید سنائی جاتی لیکن یہاں بھی قیامت کے دن سے ڈرایا جا رہا ہے)

(۳۸) وَ يَوْمَ نَسِيْرَ الْجِبَالِ وَ تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً وَ حَشَرْنَهُمْ فَلَمْ تُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا (الكهف ۴۷) وَ عُرِضُوا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا (الكهف ۴۸) وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُولُوْنَ يُوْبِلْتُنَا مَالِهٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ

لَا كَبِيرَةَ إِلَّا أَحْصَاهَا، وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا. وَ لَا يُظْلَمُ رَبُّكَ
 أَحَدًا (الكهف ۴۹) ”جس دن ہم پہاڑ چلائیں اور تو دیکھے زمین کو کھلی ہوئی اور
 گھیر بلائیں ہم ان کو پھر نہ چھوڑیں ان میں سے ایک کو۔ اور سامنے آئیں تیرے رب
 کے صف باندھ کر، آہٹے تم ہمارے پاس جیسا کہ ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار، نہیں
 تم تو کہتے تھے کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لئے کوئی وعدہ اور رکھا جائے گا حساب کا
 کاغذ پھر تو دیکھے گندہ گاروں کو ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں نکھا ہے اور کہتے ہیں ہائے
 خرابی کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات جو اس میں نہیں
 آگئی۔ اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نہ کرے گا کسی پر“ (قیامت
 کا ذکر ہے اسی دن رب کے حضور پیشی ہوگی۔ انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائیگا اور مجرمین
 اس دن حیران اور پریشان ہوں گے ذرہ ذرہ برائی اس کے سامنے ہوگی اتنی وضاحت
 کے بعد بھی عذاب قبر کا قائل ہونا بہت ہی عجیب ہے)

(۳۹) وَ يَقُولُ الْإِنْسَانُ ءَ إِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا (مریم
 ۶۶) أَوْ لَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ يَكُ شَيْئًا
 (مریم ۶۷) فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ
 جَهَنَّمَ جِثِيًّا (مریم ۶۸) ”اور کہتا ہے آدمی کیا جب میں مر جاؤں تو پھر نکلوں گا
 زندہ ہو کر کیا یاد نہیں رکھتا آدمی کہ ہم نے اسکو بنایا پہلی بار اور وہ کچھ چیز نہ تھا۔ سو
 تیرے رب کی قسم ہم گھیر بلائیں گے ان کو اور شیطانوں کو پھر سامنے لائیں گے گرد
 دوزخ کے گھٹنوں پر گرے ہوئے“ (دیکھ لیں مشرکین کو بعثت بعد الموت پر اعتراض
 تھا اور نبی ﷺ ان کو یہی سبھا رہے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ پہلی بار انہیں بنانا مشکل تھا
 جب پہلی بار پیدا کر دیا گیا تو اس رب تعالیٰ کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہوگا۔ لہذا دیکھ
 لیں دوبارہ تخلیق کے بعد ہی عذاب کا ذکر آتا ہے)

(۴۰) يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ

مِنْ تَرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عِلْقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ
 مُخَلَّقَةٍ لَنَبِّئَنَّ لَكُمْ. وَنُقَرِّفُ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى
 ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ. وَ مِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَ
 مِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَزْدَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا.
 وَ تَرَىٰ الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَّتْ وَ
 أَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ (الحج ٥) ذَلِكَ بَيِّنَاتٌ لِّلَّهِ هُوَ الْحَقُّ وَ
 أَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (الحج ٦) وَ أَنَّ
 السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّارْتَابٍ فِيهَا، وَ أَنَّ اللَّهَ يُبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ
 (الحج ٧) "اے لوگو اگر تم کو دھوکہ ہے جی اٹھنے میں تو ہم نے تم کو بنایا سٹی سے
 پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی سے اور بدوں
 نقشہ بنی ہوئی سے اس واسطے کہ تم کو کھول کر بتادیں اور ٹھہرا رکھتے ہیں ہم پیٹ میں جو
 کچھ چاہیں ایک وقت معین تک پھر تم کو نکالتے ہیں بچہ پھر جب تک کہ پہنچو اپنی جوانی
 کے زور کو اور کوئی تم میں سے قبضہ کر لیا جاتا ہے اور کوئی تم میں سے پھر جلایا جاتا ہے
 نکمی عمر تک تاکہ سمجھنے کے چمچے کچھ نہ سمجھنے لگے۔ اور تو دیکھتا ہے زمین دبی پڑی ہوئی
 پھر جہاں ہم نے اتارا اس پر پانی تازہ ہو گئی اور ابھری اور اگائیں ہر قسم قسم رونق کی
 چیزیں۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ اللہ وہی ہے محقق اور جلاتا ہے مردوں کو اور وہ ہر چیز
 کر سکتا ہے اور یہ کہ قیامت آئی ہے اس میں دھوکہ نہیں اور یہ کہ اللہ اٹھانے کا قبروں
 میں پڑے ہوؤں کو" (پچھے سے اللہ تعالیٰ کے منکروں کا بیاں ہے بعث بعد الموت کے
 منکرین کو پہلے انسان کی تخلیق کے مراحل بتلانے پھر مردہ زمین کی حیات کی دلیل ان
 سب دلائل کے بعد بتلایا کہ دوبارہ پیدا کرنا رب کیلئے کیا مشکل ہے اور دوبارہ قیامت کو
 پیدا کیا جائیگا پس تب ہی جزا و سزا ہوگی)

(٢١) وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ (مؤمنون ١٢)

ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فَبَقِيَ قَرَارَ مَرَكِبَيْنِ (مؤمنون ۱۳) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ
 عُلْقَةً فَخَلَقْنَا الْعُلْقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا
 الْعِظْمَ لَحْمًا، ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَرَّكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ
 (مؤمنون ۱۴) ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ (مؤمنون ۱۵) ثُمَّ
 إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تُبْعَثُونَ (مؤمنون ۱۶) اور ہم نے بنایا آدمی کو جنسی
 ہوئی مٹی سے پھر ہم نے رکھا اسکو پانی کی بوند کر کے ایک جے ہوئے ٹھکانہ میں۔ پھر
 بنایا اس بوند سے لہو جما ہوا پھر بنائی اس لہو جے ہوئے سے گوشت کی بوٹی پھر بنائیں اس
 بوٹی سے ہڈیاں پھر پہنچایا ان ہڈیوں پر گوشت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورت میں
 سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے بہتر بنا نیا لایا ہے۔ پھر اسکے بعد تم مرو گے پھر
 قیامت کے دن تم کھڑے کئے جاؤ گے " (اس مقام پر انسان کی پیدائش کے تمام
 مراحل ابتدا سے لیکر پیدائش اور پھر وفات کا ذکر مکمل ترتیب سے کیا گیا ہے۔ موت
 کے بعد پھر زندگی قیامت کے روز بتلائی ہے لہذا قبر اور برزخ میں زندگی کا ذکر کیوں
 نہیں؟

(۲۲) وَ لَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ
 لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (السجدة ۲۳) "البتہ چکا دیں گے ہم اس کو تھوڑا عذاب
 ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ پھر آئیں" (تفسیر عثمانی میں حاشیہ ہے یعنی
 آخرت کے بڑے عذاب سے قبل دنیا میں ذرا کم درجہ کا عذاب بھیجیں گے تاکہ جے
 رجوع کی توفیق ہو ڈر کر خدا کی طرف رجوع ہو جائے)

(۲۳) وَ نُفِخَ فِي الصُّورِ فَأَذَاهُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ
 يَنْسِلُونَ (یس ۵۱) قَالُوا يَا بُولَلْنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَذَا مَا
 وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُونَ (یس ۵۲) إِنْ كَانَتْ إِلَّا
 صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ (یس ۵۳) اور

پھونکی جائے صور پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے کہیں گے
 اے ہماری خرابی کس نے اٹھادیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا
 رحمن نے اور سچ کہا تھا پیغمبروں نے بس ایک چنگھاڑ ہوگی پھر اسی دم وہ سارے
 ہمارے پاس پکڑے چلے آئیں" (قیامت کے دن زندہ ہوں گے تب رحمن کا وعدہ اور
 انبیاء کی بات یاد آئیگی اور یہ اٹھنا ان کو گراں ہے اگر عذاب ہو رہا ہوتا تو پھر افسوس
 کر نیکی بجائے شکر ادا کرتے کہ چلو وقتی طور پر ہی سہی عذاب سے تو نجات ملی)

(۲۴) وَ صَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَ نَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَ
 هِيَ رَمِيمٌ (یس ۷۸) قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِكُلِّ
 خَلْقٍ عَلِيمٌ (یس ۷۹) أَوْ لَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ
 بِقَدِيرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ. بَلَىٰ وَ هُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيمُ (یس ۸۱)
 "اور بھلاتا ہے ہم پر ایک مثل اور بھول گیا اپنی پیدائش۔ کہنے لگا کون زندہ کرے گا
 ہڈیوں کو کھوکھری ہو گئیں۔ تو کہہ ان کو زندہ کرے گا جس نے بنایا ان کو پہلی بار اور وہ
 سب طرح بنانا جانتا ہے کیا جس نے بنائے زمین آسمان نہیں بنا سکتا ان جیسے۔ اور وہ
 ہی ہے اصل بنانوالا سب کچھ جاننے والا" (بعث بعد الموت کے منکرین کا ذکر ہے یعنی
 مثالوں سے سمجھایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ دیکھ لیں
 کہیں بھی یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ تم تو مر کر بھی زندہ رہو گے بلکہ سارا زور یوم حشر کی
 دوبارہ پیدائش پر ہے)

(۲۵) وَ أَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يُلَيِّنُنِي لَمْ أُوتِ
 كِتَابِيهِ (حاقہ ۲۵) وَ لَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيهِ (حاقہ ۲۶) يُلَيِّنُهَا
 كَانَتْ الْقَاضِيَةَ (حاقہ ۲۷) "اور جس کو ملا اس کا لکھا بائیں ہاتھ میں وہ کہتا ہے
 کیا اچھا ہوتا جو مجھ کو نہ ملتا میرا لکھا ہوا اور مجھ کو خبر نہ ہوتی کہ کیا ہے میرا حساب۔ کسی
 طرح وہی موت ختم کر جاتی (اس مقام سے علم ہوا کہ قیامت کو اہل جہنم نامہ اعمال دیکھ

کرسنت پریشان ہوں گے تنا کریں گے انہیں ان کے اعمال سے آگاہی نہ ہوتی اور موت کی تنا کریں گے یعنی موت میں سکون نظر آنے گا۔ یہ مقام بھی عذابِ قبر کی نفی کر رہا ہے)

(۴۶) كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَارِ لَفِي سِجِّينِ (المطففين ۷) وَ مَا
 أَذْرَكَ مَا سِجِّينُ (المطففين ۸) كِتَابٌ مَّرْقُومٌ (المطففين ۹)
 "برگز نہیں بیشک اعمال نامہ گنہ گاروں کا سجین میں ہے اور تجھ کو کیا خبر ہے کیا
 ہے سجین ایک دفتر ہے لکھا ہوا" (بہت سے اہل علم سجین میں ارواحِ خبیثہ کے رکھے
 جانے کے قائل ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم سے صراحت ہوتی ہے کہ یہاں گنہ گاروں کا
 نامہ اعمال ہے نہ کہ ارواح)

(۴۷) وَ اَمَّا مَنْ اُوتِيَ كِتَابَهُ وَّرَاءَ ظَهْرِهِ (۱۰) فَسَوْفَ يَدْعُوا
 ثُبُورًا (۱۱) وَ يُصَلِّي سَعِيرًا (انشقاق ۱۲) "سو جس کو ملا اس کا
 اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے سو وہ پکارے گا موت موت اور پڑے گا آگ میں" (یہ سب
 قیامت کو ہو گا اور قبر میں یا برزخ میں نہیں دیکھ لیں جنسی موت کی تنا کر رہے ہوں
 گے تاکہ عذاب سے نجات ہو معلوم ہوا موت میں عذاب نہیں ہوتا اس کے لیے حیات
 چاہیے)

(۴۸) هَذَا يَوْمُ الْفُضْلِ جَمَعْنُكُمْ وَ الْاَوَّلِينَ (مرسلات ۳۸)
 فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُونِ (مرسلات ۳۹) وَيَلَّيْكُمْ يَوْمَئِذٍ
 لِّلْمُكْذِبِينَ (مرسلات ۴۰) "یہ ہے دن فیصلہ کا جمع کیا ہم نے تم کو اور انگوں
 کو پھر اگر کچھ داؤ ہے تمہارا تو چلا لو مجھ پر۔ خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی" (فیصلہ
 قیامت کو۔ تو فیصلہ سے پہلے سزا کیسی؟ خرابی بھی اس دن ہوگی قبر یا برزخ میں نہیں)
 (۴۹) فَاِذَا جَاءَتِ الطَّامَةُ الْكُبْرٰی (نازعات ۳۳) يَوْمَ يَتَذَكَّرُ

الْإِنْسَانُ مَا سَعَى (نازعات ۳۵) وَ بَرَزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ سَئَى
 (نازعات ۳۶) فَأَمَّا مَنْ كُفَى (نازعات ۳۷) وَ أَثَرَ الْحَيَاةِ
 الدُّنْيَا (نازعات ۳۸) فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَى (نازعات ۳۹)
 ”پھر جب آئے وہ بڑا بنگام۔ جس دن کہ یاد کرے گا آدمی جو اس نے کمایا اور نکال
 ظاہر کر دیں دوزخ کو جو چاہے دیکھے۔ سو جس نے شرارت کی ہو اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا
 سو دوزخ ہی ہے اس کا ٹھکانہ“ (یہ سب احوال قیامت میں۔ انسان کمائی بھی اسی دن یاد
 کرے گا۔ دوزخ بھی اس دن لائی جائیگی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والوں کو دوزخ
 میں ڈالا جائیگا۔ پھر عالم برزخ کہاں کیا؟ کیوں قرآن مجید سزا کے حوالہ سے اس کا ذکر
 نہیں کرتا؟)

(۵۰) إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا أَنَّهُ يَبْدُوُ الْخَلْقِ ثُمَّ
 يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ وَالَّذِينَ
 كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ
 (یونس ۳) ”اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تم سب کو وعدہ ہے اللہ کا سچا وہی پیدا
 کرتا ہے اول بار پھر دوبارہ کرے گا اس کو تا کہ بدلہ دے ان کو جو ایمان لائے تھے اور
 کیے تھے کام نیک انصاف کے ساتھ اور جو کافر ہوئے ان کو پینا ہے کھولتا پانی اور
 عذاب ہے دردناک اس لیے کہ کفر کرتے تھے“ (اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی
 طرف قیامت کو لوٹنا ہے یعنی جس طرح ہم پہلے پیدا ہوئے دوبارہ بھی پیدا ہوں گے
 یعنی موت کے بعد قیامت تک ہم نہ ہوں گے پھر قیامت کو دوبارہ پیدا ہوں گے گنہ
 گاروں کو عذاب اسی دن ہوگا عذاب کے طور پر کھولتا پانی ملیگا کیا روح کو کھولتا پانی پلایا
 جاسکتا ہے؟ نہیں لہذا روح کو عذاب کا تصور قرآن کریم سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا)

(۵۱) وَ يَوْمَ نُسَبِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً وَ حَشَرْنَاهُمْ
 فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا (کھف ۲۷) وَ عَرَضُوا عَلَيَّ رَبِّكَ صَفًا لَقَدْ

جَنَّتُمْوْنَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا (کھف ۴۸) وَ وُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَ يَقُولُونَ يُوَبِّلتْنَا مَا لِهَذَا الْكِتَابِ لَا يُعَادِرُ صَغِيرَةً وَ لَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَ وَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا. وَ لَا يظْلَمُ رَبُّكَ أَحَدًا (کھف ۴۹) "اور جس دن ہم چلائیں پہاڑ اور تودیکھے زمین کو ٹکلی اور گھیر بلائیں ہم ان کو پھر نہ چھوڑیں ان میں سے ایک کو اور سامنے آئیں تیرے رب کے صف باندھ کر آئیے تم ہمارے پاس جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار نہیں تم تو کھتے تھے کہ نہ مقرر کریں گے ہم تمہارے لیے کوئی وعدہ اور رکھا جائیگا حساب کا کاغذ پھر تو دیکھے گنہ گاروں کو کہ ڈرتے ہیں اس سے جو اس میں لکھا ہے اور کھتے ہیں ہائے خرابی کیسا ہے یہ کاغذ نہیں چھوٹی اس سے بات چھوٹی اور نہ بڑی بات جو اس میں نہیں آگئی۔ اور پائیں گے جو کچھ کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نہ کرے گا کسی پر" (کچھ آیا سمجھ رہے ہیں کہ سامنے پیشی دوبارہ پیدا کیا جانا۔ حساب کا کاغذ سامنے رکھا جانا، مجرموں کا افسوس کرنا وغیرہ یہ سب احوال قیامت میں۔ اس سے پہلے کچھ نہیں)

(۵۲) يَوْمَئِذٍ يُودُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ عَصُوا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ بِهِمُ الْاَرْضُ وَ لَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا (نساء ۴۲) "اس دن آرزو کریں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے تھے اور رسول کی نافرمانی کی تھی کہ برابر ہو جاؤ زمین اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات" (آیت سے ظلم ہوا اگر پہلے ہی زمین کے اندر انہیں عذاب ہوتا رہا ہو تو دوبارہ اس میں واپس جانے کی آرزو نہ کرتے)

(۵۳) وَ يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ (روم ۵۵) وَ قَالَ الَّذِينَ اٰتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَ لَكِنَّا كُنَّا لَا تَعْلَمُونَ (روم ۵۶) "اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس

دن مجرم قسم کھائیں گے کہ وہ ایک گھڑی بے زیادہ نہیں رہے اسی طرح وہ گمراہ کیے جاتے تھے اور وہ لوگ جن کو علم اور ایمان دیا گیا ہے کہیں گے کہ تم اللہ کے نوشتہ میں رہے قیامت کے دن تک سو یہ بے قیامت کا دن مگر تم نہیں جانتے" (البث فی کتب اللہ سے مراد مرنے سے لیکر قیامت تک کا وقفہ ہے جس کی بابت دن کی ایک گھڑی سے زیادہ گمان نہ کریں گے)

(۵۴) وَ تَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَائِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْرَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (جاثیہ ۲۸) "اور تو دیکھے ہر فرقہ کو کہ بیٹھے ہیں گھٹنوں کے بل ہر فرقہ بلایا جائیگا اپنے دفتر کے پاس آج بدل پاؤ گے جیسا تم کرتے تھے" (نامہ اعمال قیامت کو دکھلایا جا رہا ہے اور قیامت سے ہی بدلہ شروع ہو رہا ہے)

(۵۵) وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أِذْ هَبْتُمْ طَيْبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا، فَالْيَوْمَ تُجْرَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ (احقاف ۲۰) "اور جس دن لائے جائیں گے سکر آگ کے کنارہ پر، صانع کیے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگی میں اور ان کو برت چکے اب آج سزا پاؤ گے ذلت کا عذاب بدلہ اس کا جو تم غرور کرتے تھے ملک میں ناحق اور اس کا جو تم نافرمانی کرتے تھے" (سکروں کو آگ پر پیش قیامت والے دن کیا جائیگا انہیں سزا قیامت والے دن دی جائے گی یہی بات قرآن سے ثابت ہے اور یہی قرین انصاف بھی ہے)

(۵۶) ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا (نوح ۱۸) "پھر مکر ڈالے گا تم کو اس میں اور نکالے گا تم کو باہر" (علامہ عثمانی نے اس پر حاشیہ لکھا ہے یعنی مرے پیچھے مٹی میں مل جاتے ہیں پھر قیامت کے دن اسی سے نکالے جائیں گے) قرآن کریم کے مختلف ۵۶ مقامات سے ہم نے ۱۰۰ آیات پیش کی ہیں قرآن کریم میں

عذاب عظیم۔ عذاب الیم۔ اشد العذاب۔ عذاب مبین۔ عذاب النار۔ عذاب شدید۔
 عذاب الحریق۔ عذاب یوم القیامہ۔ عذاب مقیم۔ عذاب الحون۔ عذاب الخلد۔ عذاب
 الخزی۔ عذاب یوم کبیر۔ عذاب جسم۔ عذاب الیم۔ عذاب غلیظ۔ عذاب مریب۔
 عذاب ادنیٰ۔ عذاب اکبر۔ عذاب واصب۔ عذاب السوم۔ عذاب واقع۔ عذاب مستر
 اور سوء العذاب وغیرہ کا ذکر تو آیا ہے لیکن عذاب برزخ یا عذاب قبر ایک جگہ بھی نہیں
 آیا۔

قارئین کتاب سے درخواست ہے ہماری پیش کردہ آیات پر سنجیدگی سے غور
 فرمائیں۔ اگر ہمارا استدلال درست ہو تو محض اللہ کا فضل و کرم ہے اور اگر کوئی سو و خطا
 یا غلطی ہو گئی ہو تو پھر پیش کردہ آیات کی صحیح تاویل سیاق و سباق سے محکم آیات کی
 روشنی میں کردی جائے تو انشاء اللہ ہمیں رجوع میں کوئی تامل نہ ہوگا۔

فقط

قمر احمد عثمانی

